بسم اللہ الرحمن الرحیم

بدعت، مبالغہ اور تشدد کا مقام

(اللہ، رسول ﷺ اور صحابہؓ کی نظر میں)

تالیف:

مولانا ریاض احمد خاں

❁❁❁❁

پیشکش:

ادارہ عوۃ القرآن

٥٩۔محمد علی روڈ، ممبئی۔ ٤٠٠٠٠٣ ☆ فون: ٢٣٤٦٥٠٠٥

پہلا ایڈیشن: ٢٠٠٠

نومبر ٢٠٠٨ء

قیمت: ١٤/روپے

Rs.14

فہرست

صفحہ	عنوان
٣	بدعت، مبالغہ وتشدد کا مقام (اللہ، رسول ﷺ اور صحابہؓ کی نظر میں)
٣	رضائے الٰہی کے حصول کیلئے عبادات میں مبالغہ اور تشدد بدعت ہے
٤	رضائے الٰہی کے حصول کیلئے حلال چیزوں کو خود پر حرام کر لینا اللہ کو ناپسند ہے
٥	اللہ کے رسول ﷺ کو ناپسند
٦	قرآن میں عبادت کو شرک اور بدعت سے پاک رکھنے کا حکم
٧	قرآن میں عبادت کو اللہ کے سکھائے ہوئے طریقے پر ادا کرنے کا حکم صریح
٧	اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت سے خالی عبادات مردود اور بدعت ہیں
٨	اتباع واطاعت رسول ﷺ کی اہمیت کو واضح کرنے والی چند قرآنی آیات
١٠	مستقلاً رات کا بڑا حصہ عبادت میں گزارنا ناممکن ہے، اللہ کے علم کی شہادت
١٢	نبی کریم نے تقرب الی اللہ کے سارے طریقوں کی تعلیم دی ہے
١٣	سنتِ رسول کی اتباع سے خالی عبادت.....
١٣	نفلی عبادات میں اعتدال ومیانہ روی کی تاکید وتعلیم پر چند احادیث
١٦	نبی اکرم ﷺ صحابہؓ کو نفلی عبادات میں اپنی سنت سے تجاوز اور خلاف ورزی سے منع فرمایا...

صفحہ	عنوان
٢١	نفلی عبادات میں حضورؐ کی مقرر کردہ حد پر اضافہ افضل عمل کے بجائے مردود ہے
٢١	رات میں نفلی عبادات میں اللہ کی پسندیدہ و مقبول حد کیا ہے
٢٢	نبی کریمؐ جس عمل اور عبادت سے منع کریں اس کا ترک کرنا فرض ہے
٢٣	نفلی عبادات میں اپنی سنت سے تجاوز اور اضافہ کرنیوالوں پر حضورؐ کی لعنت اور اعلان برأت
٢٦	صحابۂ کرامؓ نفلی عبادات میں حضورؐ کے طریقے سے معمولی اختلاف اور اضافہ کو بدعت......
٢٧	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مسنون ذکر اور درود کے نئے طریقے کو بدعت قرار دیا
٣٠	حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے چاشت کے مسنون نماز اور اذان میں نئے طریقے اور اضافے...
٣٤	حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نفلی نماز میں سنت کی مخالفت پر کیا فرمایا؟
٣٥	حضرت حذیفہؓ نفلی عبادات میں صحابہؓ کی اتباع کو ہدایت اور مخالفت کو بدعت وضلالت....
٣٦	حضرت ابی بن کعبؓ نفلی عبادات میں سنت...
٣٧	حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی بلیغ ہدایت
٤٢	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب کی تاکید
٤٣	ہر عبادت جو صحابہؓ سے ثابت نہ ہو بدعت......
٤٤	بدعت کی ہلاکت اور خطرناکی پر دلالت.......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بدعت، مبالغہ وتشدد کا مقام

(اللہ، رسول ﷺ اور صحابہؓ کی نظر میں)

رضائے الٰہی کے حصول کیلئے عبادات میں مبالغہ اور تشدد بدعت ہے

قرآن کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو تزکیۂ نفس اور رضائے الٰہی کے حصول کے لئے ایک معتدل و متوازن طریقۂ عبادت کی تعلیم دی تھی۔ لیکن بعد میں ان کے علماء اور اللہ والوں نے اس متوازن طریقے پر اکتفاء نہ کر کے، تزکیۂ نفس کے حصول کے لئے، مبالغہ اور تشدد پر مبنی ایک متبادل نظام عبادت قائم کر دیا، تو اللہ تعالیٰ نے عبادات میں ان کے اس اضافے کو بدعت قرار دیتے ہوئے قرآن میں ارشاد فرمایا:

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَا هَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا۔ (حدید آیت ۲۷)

"اور رہبانیت جس کی بدعت انہوں نے خود ایجاد کر لی ہم نے یہ چیز ان کے اوپر فرض نہیں کی تھی مگر صرف خدا کی رضا جوئی کیلئے۔ لیکن انہوں نے اس کے حدود کو پوری طرح ملحوظ نہ رکھا اور رہبانیت میں مبتلا ہو گئے۔"

اللہ کی رضا کے حصول کے لئے مبالغہ اور تشدد پر مبنی نصاریٰ کی رہبانیت کو اللہ تعالیٰ نے بدعت قرار دیا۔ اور خبر دی کہ آخر کار وہ مبالغہ وتشدد پر مشتمل غیر فطری طریقۂ عبادت کی رعایت بھی ملحوظ نہ رکھ سکے۔ کیوں کہ مبالغہ وتشدد کا دائمی عمل انسان کی فطری ساخت سے متصادم اور اس کے قبضۂ

قدرت سے باہر ہے۔ تو آخر اسی مقصد کے حصول کیلئے نبی کریم ﷺ کی سنت کے فطری طریقے کے برعکس، مختلف نفلی و مستحب عبادات میں، مبالغہ وتشدد پر مشتمل، صوفیاء کرام کا نیا طریقۂ عبادات کیوں اور کس دلیل سے بدعت نہیں؟ اللہ اور اسکے رسول پر ایمان کے ساتھ، اس کی رضا کے حصول کے لئے اپنے خود ساختہ نئے طریقوں کو تزکیۂ نفس کے مقصد کے حصول کے لئے مفید اور افضل تصور کرنا، اطاعت ہے یا کچھ اور؟

رضائے الٰہی کے حصول کیلئے، حلال چیزوں کو خود پر حرام کر لینا اللہ کو ناپسند ہے

چنانچہ رضائے الٰہی کے حصول کیلئے جب نبی کریمؐ کے کچھ اصحاب نے، جن میں حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ حضرت حذیفہؓ اور حضرت عثمان بن مظعونؓ وغیرہ شامل تھے، حلال دنیوی لذتوں کو، توجہ الی اللہ اور عبادات میں اخلاص و یکسوئی کی ضد قرار دے کر، ان سے احتراز کا فیصلہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس غلط فہمی پر انہیں قرآن میں متنبہ اور خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی مقرر کردہ حد سے تجاوز نہ کرو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ اور جن افعال و اشیاء کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے، ان کو مبالغہ وتشدد کے ذریعہ، اللہ ہی کی رضا کی خاطر اپنے اوپر حرام کر لینا ایمان، تقویٰ اور رضائے الٰہی کے خلاف ہے۔

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْ لَا تُحَرِّمُوْ ا طَيِّبَاتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ، وَلَا تَعْتَدُوْا، اِنَّ اللّٰهَ، لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ○ وُكُلُوْامِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلَالاً طَيِّباً۔ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِیٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔ (مائدہ آیت ۸۷،۸۸)

"اے ایمان لانے والو! جو پاک چیزیں اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں انہیں اپنے اوپر حرام نہ کرو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ بلاشبہ اللہ کو حدود کے توڑنے والے سخت ناپسند ہیں اور کھاؤ اس حلال اور پاک رزق کو، جو اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے۔ اور اس خدا کی نافرمانی سے بچتے

رہو، جس پر ایمان لائے ہو۔''

اللہ کے رسول ﷺ کو ناپسند ہے

جب نبی کریم ﷺ کو یہ معلوم ہوا کہ ان کے چند ساتھیوں نے، حلال و دنیوی لذتوں کو تزکیۂ نفس کی غرض سے، اپنے اوپر حرام کرلیا ہے تو آپ ﷺ نے ان کے اس رویے پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں یہ ہدایت دی۔

انما هلک من کان قبلکم بالتشدید شددوا علیٰ انفسهم ، فشددالله علیهم ، فَاؤلٰئِکَ بقایا هم فی الدیار، والصوامع، اعبدواالله ولا تشرکوا بهٖ شَیئاً، و حجواواعتمرواو استقیموا یستقم بکم۔(الاعتصام ص ا۔۲۶۵)

''بلا شبہ تم سے پہلی امتیں تشدد کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ انہوں نے (خوشنودی رب کے لئے) اپنے اوپر تشدد کیا تو اللہ نے بھی ان پر سختی کی۔ پس یہ خانقاہیں اور تکیے ان کی داستان عبرت ہیں۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو۔ حج کرو، عمرہ کرو، اور اعتدال پر قائم رہو، تم کو ثبات و کامیابی ملے گی۔''

نبی کریم ﷺ اس عام واصولی ہدایت کو کافی نہ سمجھتے ہوئے عثمان بن مظعونؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان حضرات کو یہ خصوصی پیغام بھی دیا۔

قولی لزوجک و اصحابهٖ اذا رجعوا ان رسول اللهِ یقول لکم ! اِنّی آکل و اشرب، و آکل اللحم و الدسم و انا م آتی النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی ۔(الاعتصام ص ا۔۲۶۶)

''اپنے شوہر اور ان کے ساتھیوں کو واپس لوٹنے پر بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہارے لئے یہ پیغام دیا ہے کہ میں کھاتا ہوں، پیتا ہوں، گوشت اور گھی بھی کھاتا ہوں، سوتا ہوں اور عورتوں سے

تعلق بھی رکھتا ہوں۔ پس جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ میں سے نہیں۔''

اور جب عثمان بن مظعونؓ گھر لوٹے تو ان کی بیوی نے نبی ﷺ کا مندرجہ بالا پیغام پہنچایا تو ان حضرات نے، نبی کریم ﷺ کا پیغام سن کر فوراً یہ فیصلہ کیا ہم ان اعمال سے توبہ کرتے ہیں، جو نبی کریم ﷺ کے طریقے کے خلاف ہیں اور جن سے اللہ کا رسول راضی وخوش بھی نہیں ہے۔

قرآن میں عبادت کو شرک اور بدعت سے پاک رکھنے کا حکم

ایک دوسرے مقام پر قرآن اللہ کی عبادت کو شرک وبدعت سے پاک رکھنے کی تاکید یوں کرتا ہے۔

فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحاً وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ احداً۔(کہف آیت ۱۱۰)

''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔''

علامہ ابن تیمیہ اس آیت کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں:

هذان الاصلان ! جماع الدین و ان لا نعبد الّا الله و ان نعبده بما شرع لا نعبده بالبدع ۔(الاقتضاء ص ۴۵۱)

''یہ دو اصلیں دین کی بقا کی ضامن ہیں۔ اول یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔ دوم یہ کہ: ہم اس کی عبادت، بدعت و خود ساختہ طریقے کے بجائے، اس کے مقرر کردہ طریقے پر کریں۔''

قرآن کی یہ آیت بھی شرک وبدعت کے خلاف نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے یعنی اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا شرک ہے۔ اور اس کے بتلائے ہوئے طریقۂ عبادت کو چھوڑ کر، کسی اور کے ایجاد کردہ نئے طریقۂ عبادت کے مطابق، اللہ ہی کی عبادت کرنا بدعت کے ساتھ ساتھ شرک بھی ہے۔

قرآن میں عبادت کو اللہ کے سکھائے ہوئے طریقے پر ادا کرنے کا حکم صریح

سورہ بقرہ آیت ۲۳۹ و ۱۹۸ رمیں اللہ تعالیٰ نے نماز، ذکر، دعا اور استغفار وغیرہ عبادات کو اپنے تعلیم کردہ طریقے کے مطابق ادا کرنے کا حکم صریح دیتے ہوئے یہ وضاحت بھی فرمائی ہے کہ اسے تم نہیں جانتے تھے۔ اور اسی لاعلمی کی وجہ سے ہی تم اس سے قبل عبادت کے باب میں طرح طرح کی گمراہی میں مبتلا تھے۔

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَمَا عَلَّمَکُمْ مَالَمْ تَکُوْنُوا تَعْلَمُوْنَ۔(بقرہ آیت ۲۳۹)

''پس اللہ کو اس طریقہ پر یاد کرو جو اس نے تم کو سکھلایا ہے جس کو تم نہیں جانتے تھے۔''

فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِالْحَرَام وَاذْکُرُوہ کَمَا ھَدٰکُمْ، وَاِنْ کُنْتُمْ مِنْ قَبْلِہٖ لَمِنَ الضَّآلِیْنَ۔(بقرہ آیت ۱۹۸)

''پس مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو، اور اس کا ذکر اس طریقے کے مطابق کرو جس کی اس نے تم کو ہدایت کی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس سے پہلے تم گمراہ تھے۔''

اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت سے خالی عبادات مردود اور بدعت ہیں

کلمۂ توحید اور نیک اعمال کی افادیت کے تعلق سے صحابۂ کرامؓ کے درمیان کچھ غلط فہمیاں پائی جاتی تھیں۔ جن کو ابوالعالیہؒ اس طرح بیان کرتے ہیں:

کان اصحاب رسول اللہ یرون اَنہٗ لا یضر مع لا اِلٰہ الاذنب،کما لا ینفع مع الشرک عمل حتی نزلت آیۃ۔(تفسیر ابن کثیر)

''رسول اللہ کے اصحاب ایسا خیال کرتے تھے کہ کلمہ توحید کے اقرار کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں ہوسکتا، بالکل ویسے ہی جیسے شرک کے ساتھ کوئی نیک عمل مفید نہیں ہوسکتا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی۔''

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ اس غلط فہمی کو یوں بیان کرتے ہیں:

کنا معشر اصحاب رسول اللہ نزی انہٗ لیس شیء من الحسنات الا مقبول حتی نزلت آیۃ۔(تفسیر ابن کثیر)

''ہم اصحاب رسول اللہ یہ خیال رکھتے تھے کہ نیکیاں لازماً مقبول ہوں گی، ان کی مقبولیت کے لئے کسی مخصوص طریقے کی پابندی ضروری نہیں ہے۔ یہاں تک کہ اللہ نے اس آیت کو نازل کر کے ہماری اصلاح فرمادی۔''

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ۔(سورہ محمد آیت ۳۳)

''اے ایمان والو، اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل و ضائع نہ کرو۔''

اس ہدایت کے ذریعے، صحابۂ کرامؓ کے غلط خیال کی اصلاح فرماتے ہوئے اللہ نے یہ واضح فرمایا کہ گناہ کے ساتھ، کلمۂ توحید کا اقرار لسانی یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایت و پیروی سے بے نیاز آزاد اعمال صالحہ بھی، آخرت میں اللہ کے نزدیک مقبول نہیں، بلکہ باطل و مردود ہیں۔

اتباع و اطاعت رسول ﷺ کی اہمیت کو واضح کرنے والی چند قرآنی آیات

اتباع و اطاعت رسول کی تاکید کے تعلق سے قرآن مجید کی چند اصولی و جامع آیتیں ملاحظہ

ہوں۔ مَاۤاٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوا۔(حشرآیت:۷)

’’جو کچھ رسول تمہیں دے اسے اختیار کرلو اور جس چیز سے روکے اس سے تم رک جاؤ‘‘۔

وَاِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا(نور آیت:۵۴)’’اور اگر تم اس کی (یعنی رسول کی) اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے۔‘‘

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُو االلّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ،وَذَکَرَاللّٰہَ کَثِیْراً۔(احزاب آیت:۲۱)

’’درحقیقت تم لوگوں کے لئے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ تھا، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کا امیدوار رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرے۔‘‘

وَمَا کَانَ لِمُوْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَۃٍ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَ رَ سُوْلُہٗ اَمْرًا، اَنْ یَّکُوْنَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ مِنْ اَمْرِھِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَا لاً مُّبِیْناً۔(احزاب۳۶)

’’کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے میں فیصلہ کردے تو پھر اس معاملے میں، اسے خود فیصلہ کرنے کا کوئی اختیار باقی رہے۔ اور جو کوئی اللہ و اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔‘‘

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوْ اللّٰہَ۔(حجرات آیت۱)

’’اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔‘‘

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔(آل عمران ص۳۱)

’’اے نبی! لوگوں سے کہہ دو، اگر حقیقت میں تم اللہ سے محبت کرنے والے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔‘‘

مستقلاً رات کا بڑا حصہ عبادت میں گزارنا ناممکن ہے،

اللہ کے علم کی شہادت

دن و رات میں مختلف فرائض و حقوق کو ادا کرنے کے لئے انسان کو کتنا وقت اور قوت درکار ہے، اس کا صحیح علم، اندازہ اور حساب صرف اللہ کو ہی ہے، جسے اس کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں جانتا اور نہ عقل و تجربہ کے ذریعہ ہی جان سکتا ہے، جب تک کہ وہ خود ہی انسان کو نہ بتائے۔ قرآن کریم میں اس حقیقت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

اِنَّ رَبَّکَ یَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْمُ اَدْنٰی مِنْ ثُلُثَیِ الَّیْلِ وَ نِصْفَہٗ وَ ثُلُثَہٗ وَ طَآئِفَۃٌ مِنَ الَّذِیْنَ مَعَکَ۔ وَاللّٰہُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ۔ عَلِمَ اَنْ لَنْ تُحْصُوْہُ فَتَابَ عَلَیْکُمْ فَاقْرءُ وْامَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔(سورہ مزمل آیت ۲۰)

’’اے نبی! تمہارا رب جانتا ہے کہ تم کبھی دو تہائی، کبھی نصف اور کبھی ایک تہائی رات، عبادت میں کھڑے رہتے ہو، اور تمہارے ساتھیوں میں سے ایک گروہ بھی یہ عمل کرتا ہے۔ اور اللہ ہی رات و دن کے اوقات کا اندازہ و حساب رکھتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم لوگ اس (عمل) کو نباہ نہ سکو گے، لہٰذا اس نے تم پر مہربانی فرمائی، تو اب جتنا قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔‘‘

اس آیت میں جن چند بنیادی اور اہم حقائق کا اعلان کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ تمہارا رب یہ جانتا ہے تم اور تمہارے کچھ ساتھی قیام لیل کے حکم پر کتنی پابندی و مستعدی سے عمل کر رہے ہیں۔

۲۔ تمہارا رب ہی رات و دن کے اوقات کا اندازہ و حساب رکھتا ہے اور وہی یہ بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے عائد کردہ فرائض و حقوق کے تقاضے و مطالبے کیا ہیں۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ انسان ان میں کس حد تک محتاج ہے، ان پر عملدرآمد کے لئے اس کو کن حالات و مشکلات سے گزرنا

پڑتا ہے، اس کے لئے اس کو کتنا وقت وتوانائی درکار ہے اور اس کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھنے کے لئے ، وہ کن کن پہلوؤں سے مفید اور اثر انداز ہوتے ہیں۔

۳۔اپنے اس علم اور اندازے کی روشنی میں اس کا فیصلہ یہ ہے کہ رات ودن میں دوسرے تمام فرائض وحقوق کی کامل وخاطر خواہ ادائیگی کے ساتھ، دوتہائی، نصف اور ایک تہائی رات کے قیام کی مستقلاً پابندی کا اہتمام انسان کی طاقت واستطاعت سے باہر ہے۔

۴۔اس لئے انسان کی طاقت اور استطاعت کے پیش نظر اور رات ودن کے محدود اوقات کی بنا پر، انسانوں پر اس کی عنایت ومہربانی کا تقاضا یہ قرار پایا کہ وہ ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالے جسے وہ اٹھا نہ سکیں، اس لئے اب قیام لیل میں آسانی سے جتنا قرآن وہ پڑھ سکتے ہوں پڑھ لیا کریں۔ (یعنی مختصر قیام کرلیا کریں)

۵۔اللہ تعالیٰ کی اس عنایت ومہربانی پر تم اس کا شکر اس طرح ادا کرو کہ کوئی فرض یا حق ادا ہونے سے رہ نہ جائے۔ کیوں کہ کچھ حقوق کو ادا کرنے والے اور کچھ ترک کردینے والے اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان عبادات ومعاملات کو افراط وتفریط سے نکال کر اعتدال وتوسط پر قائم رکھنے کے لئے قول فیصل کی حیثیت رکھتا ہے جس سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ رات ودن کے دوسرے فرائض وحقوق کی حق تلفی کے بغیر، (مستقلاً ساری رات عبادات میں گزارنا تو درکنار نصف یا ایک تہائی رات بھی دائماً عبادات میں بسر کرنے کی طاقت واستطاعت انسان کے اندر نہیں ہے۔ اس کے باوجود، اگر کوئی یہ بیان کرے کہ فلاں فلاں حضرات نے، چالیس سال ساری رات مستقلاً قیام لیل کے ساتھ، اللہ وبندوں کے دیگر فرائض وحقوق کی کامل ادائیگی میں بھی کوتاہی نہیں کی ہے تو گویا دوسرے لفظوں میں وہ یہ کہتا ہے کہ رات ودن کے اوقات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا اندازہ و حساب اور انسان کی عملی طاقت واستطاعت کے تعلق سے اس کا علم (نعوذ باللہ) درست نہیں ہے۔

نبیٔ کریم نے تقرب الی اللہ کے سارے طریقوں کی تعلیم دی ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی یہی وہ ہدایات ہیں جن کی پیروی وتقاضے کے طور پر، نبی کریم ﷺ نے صحابۂ کرامؓ کو زندگی کے جملہ امور......عبادات ومعاملات............میں اپنی سنت وطریقے کی کامل اتباع کو ایمان کی علامت قرار دیا۔ بالخصوص نفلی ومستحب عبادات میں اپنی سنت وطریقے سے معمولی انحراف واضافہ پر سخت ترین الفاظ میں منع فرمایا۔ عبادات میں غلو وتشدد اختیار کرنے والوں کی تباہی کی خبر دینے کے ساتھ یہ اعلان بھی فرمایا کہ جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرنے والی کوئی چیز اور طریقہ ایسا نہیں ہے جس کا حکم میں نے تم کو نہ دیا ہو اور اسکے ساتھ ہی جہنم سے قریب اور جنت سے دور کرنے والی کوئی چیز اور عمل ایسا نہیں ہے جس سے میں نے تم کو منع نہ کیا ہو۔ حضور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

☆ لَیْسَ شَیْءٍ یُقربکم الی الجنة و یباعدکم من النار الا قدأمرتُکم بِهٖ۔ وَلَیْسَ شَیْءٌ یقربکم من النار و یباعدکم من الجنة الاقد نهیتکم عنهُ۔ (البیہقی فی شعب الایمان)

’’کوئی چیز اور طریقہ ایسا باقی نہیں ہے جو تم کو جنت سے قریب اور جہنم سے دور کرنے والا ہو، اور میں نے تم لوگوں کو اس کا حکم نہ دیدیا ہو۔ اور کوئی چیز اور طریقہ ایسا باقی نہیں ہے جو تم کو جنت سے دور اور جہنم سے قریب کرنے والا ہو اور میں نے تم کو اس سے منع نہ کیا ہو‘‘۔

☆ مَا ترکتُ شیئاً یقربکم الی الله الاوقدامرتکم بهٖ۔ (حدیث)

’’اللہ سے قریب کرنے والی کوئی چیز اور طریقہ ایسا باقی نہیں چھوڑا ہے جس کا حکم میں، تم لوگوں کو نہ دے چکا ہوں‘‘۔

حضور ﷺ کے اس انتہائی جامع اعلان کا تقاضا صرف یہ ہے کہ اللہ کی رضا اور اس کی جنت

کے حصول کے لئے حضور ﷺ کے طریقہ عبادت سے الگ اور مختلف کوئی طریقہ عبادت، کسی بھی حال میں، کوئی ایمان والا اختیار نہ کرے۔ ورنہ جنت سے دور اور جہنم سے قریب ہو جائے گا۔

سنتِ رسول کی اتباع سے خالی عبادت مردود ہے۔

چند احادیث جو دین میں ہر اس نئے طریقے کو باطل اور مردود قرار دیتی ہیں جس کے لئے حضور ﷺ کے حکم یا عمل سے کوئی دلیل و سند نہ ہو اور وہ طریقہ آپ ﷺ کی اتباع سے خالی ہو۔ ملاحظہ ہو:

لا یومن احدکم حتیٰ یکون ھواہُ تبعاً لما جئتُ بہٖ۔

''تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس کی خواہشِ نفس میری لائی ہوئی ہدایت کے تابع نہ ہو جائے۔''

مَنْ احدَث فی اَمرِنَا ھذا ما لیس منه فھوردٌ (بخاری مسلم)

''جس کسی نے بھی ہمارے دین میں کوئی نئی بات یا طریقہ نکالا، جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

مَن عملِ عَملاً لیس علیه امرنا فھوردٌ۔ (مسلم)

''جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل اختیار کیا جس کا ثبوت ہمارے کسی عمل سے نہ ہو تو وہ عمل مردود ہے۔''

نفلی عبادات میں اعتدال و میانہ روی کی تاکید و تعلیم پر چند احادیث

نفلی عبادات میں میانہ روی اور اعتدال کی تعلیم و تاکید پر مشتمل غلو، تشدد اور اضافہ کی ممانعت سے متعلق چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

ان الدین یسر، لن یشاد الدین احدالاغلبهٗ، فسددواوقاربوا وآبشروا واستعینوا بالغدوة والروحة وشی من الدُّلجه (بخاری)

''بلاشبہ دین آسان ہے۔ اور دین میں جب کوئی تشدد اختیار کرے گا تو وہ مغلوب ہو جائے گا، اور دین اس پر غالب آ جائے گا۔ پس سیدھے رہو، میانہ روی اختیار کرو، اور ہشاش بشاش رہو اور مدد حاصل کرو صبح و شام کے وقت اور کچھ آخری رات میں اللہ کی عبادت اور اس کے ذکر سے۔''

یہ حدیث نفلی عبادات میں قصد و میانہ روی کی تاکید کرتی ہے۔ اور مبالغہ و تشدد سے منع کرتے ہوئے، متشدد دین کو خبردار کرتی ہے کہ بالآخر وہ عاجز اور مغلوب ہو کر اپنی بربادی کا خطرہ مول لیتے ہیں۔

نفلی اور مستحب عبادات میں غلو و تشدد اختیار کرنے والوں کی ہلاکت کی خبر دیتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا۔

ھلک المتنطعون و قالھا ثلا ثا۔ (مسلم)

''مبالغہ و تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے اور یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی،

امام نوویؒ اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے مصداق، اقوال و اعمال میں بال کی کھال نکالنے والے اور حد اعتدال (یعنی سنت) سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

ایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من قبلکم با الغلو فی الدین۔ (مسند احمد، نسائی، ابن ماجہ)

''دین میں غلو و تشدد سے بچو کیوں کہ تم سے پہلے کی امتیں دین میں غلو کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئیں۔''

استطاعت اور طاقت سے زیادہ نفلی و مستحب عبادات میں انہماک سے منع کرتے ہوئے، نبی کریم ﷺ نے تاکید و ہدایت فرمائی کہ دین و عبادات میں کمال و پختگی نرمی و سہولت کے ذریعہ حاصل کرو، حقیقت میں تمہارے دین و عبادت کی خوبی و کمال اس کی آسانی و سہولت میں ہے۔ دراصل نیکی دو برائیوں (یعنی کمی و زیادتی) کے درمیان ہے۔ پس اے لوگو! تم پر میانہ روی و

اعتدال فرض و لازم ہے کیوں کہ اچھا عمل وہ ہے جس میں توسط و اعتدال ہو، اور بُرا عمل وہ ہے جس میں مبالغہ و تشدد ہو۔

عن عائشہؓ قالت ! قال رسول الله اِن هٰذا الدين متين، فاوغلو ا فيه برفق ولا تبغضوا لا نفسكم عبادة اللّٰهِ، فان المنبت لا ارضاً قطعَ ولا ظهرًا ابقىٰ۔ (الاعتصام ص ا۔۲۴۶)

’’ بلا شبہ یہ دین متوازن ہے پس دین میں پختگی و کمال نرمی کے ساتھ حاصل کرو، اور اللہ کی عبادت میں اپنی جان کے درپے نہ ہو جاؤ، کیوں کہ (غلو کی وجہ سے) اگر سواری ضائع ہو گئی تو مسافت طے کرنے اور منزل مقصود کے حصول کا خیال ہی عبث ہو جائے گا۔‘‘

عبداللہ بن مطرف بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يا عبداللّٰهِ ! العلم افضل من العمل والحسنة بين السيئتين ، و خير الامور اوسطها و شرالامور الحقحقه (الاعتصام ج ا ص ۲۴۸)

’’ اے عبداللہ ! علم افضل ہے عمل سے، اور نیکی دو برائیوں (یعنی کمی و زیادتی) کے درمیان ہے۔ اور اچھا عمل توسط و میانہ روی ہے اور بُرا عمل وہ ہے جس میں مبالغہ و تشدد ہو۔

ایک موقعے پر آپ ﷺ نے فرمایا:

عملٌ دائمٌ و ان قل ، خير من عمل كثير منقطعٌ ۔ (الاعتصام ج ا ص ۲۴۸)

’’ تھوڑا سا متواتر عمل، بہتر ہے اس کثیر عمل سے جو کبھی کبھی ہو۔

ایک دفعہ ایک صحابی کو نصیحت فرمائی:

اكلفوا من العمل ما تطيقون فان اللّٰه لا يمل حتىٰ تملوا، فان احب العمل الى اللّٰه ادومهٗ و ان قل۔ (الاعتصام، ابوداؤد)

استطاعت و طاقت کے مطابق ہی عمل کا بوجھ اٹھاؤ، کیوں کہ اللہ نہیں اکتاتا، جب تک تم نہ اکتا

جاؤ، حقیقت میں اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جو تم ہمیشہ کرو، اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

سعیدؓ بن ابی بردہ اپنے والد و دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب بھی کسی کام کے لئے اپنے کسی بھی صحابیؓ کو روانہ کرتے تو اسے ضرور یہ نصیحت بھی فرماتے۔

بشروا ولا تنفروا او يسر و ا ولا تعسروا۔

’’ خوش و خرم رکھنا اور متنفر نہ کرنا، آسانی و سہولت دینا اور مشکل اور سختی میں نہ ڈالنا۔

نبیٔ اکرم ﷺ صحابہؓ کو نفلی عبادات میں اپنی سنت سے تجاوز اور خلاف ورزی سے منع فرمایا ہے

یہ چند احادیث ہی اعمال و عبادات میں میانہ روی و اعتدال، یا بالفاظ دیگر نبی کریم ﷺ کی سنت و طریقے پر سختی سے قائم رہنے اور اس میں ذرہ برابر ترمیم و اضافہ کی خطرناکی کو ذہن نشین کرانے کے لئے کافی تھیں۔ لیکن نبی رحمت نے انہیں ہدایات پر اکتفاء نہ کیا، بلکہ نفلی و مستحب عبادات میں، جب کبھی آپ ﷺ نے اپنے اصحابؓ کو اپنی سنت و طریقے سے تجاوز، یا اس پر اضافہ کرتے ہوئے دیکھا تو انہیں کبھی پیار و محبت اور کبھی سختی سے اپنی سنت و طریقے پر قائم و عامل رہنے کی تلقین فرمائی چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس خولاء بنت تویتؓ بیٹھی تھیں کہ اسی اثناء میں نبی کریم تشریف لائے اور پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا کہ یہ وہ خاتون ہیں جو سونے کے بجائے، پوری رات نماز پڑھتی رہتی ہیں۔ یہ سن کر نبی کریمؐ نے تعجب کے انداز میں ارشاد فرمایا:

لاتنام اليل ، خذوامن العمل ماتطيقون، فواللّٰه، لايسأم اللّٰه حتى تسأموا۔ (متفق علیہ)

’’ پوری رات نہیں سوتی۔ لوگو! استطاعت و طاقت کے مطابق ہی عمل کرو۔ خدا کی قسم اللہ نہیں

اکتا تا جب تک کہ تم نہ اکتا جاؤ۔

حضرت جابرؓ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار کچھ کام کیلئے نبی کریم ﷺ نے مکہ کے اطراف میں جاتے وقت دیکھا کہ ایک مقام پر ایک شخص نماز میں مشغول ہے۔اور کچھ دیر بعد جب آپ ﷺ واپس لوٹے تو اسے نماز ہی میں مشغول پایا۔اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ ہدایت دی۔

یا ایها الناس ! علیکم باا لقصد و القسط فان الله لن یمل حتی تملوا۔(الاعتصام ج ۱ ص ۲۴۷)

’’اے انسانو! (عبادات میں) تم پر میانہ روی و اعتدال فرض و لازم ہے، کیوں کہ اللہ ہرگز نہیں اکتائے گا، جب تک تم نہ اکتا جاؤ۔‘‘

حضرت بریدۃ الاسلمیؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ کر، نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ فلاں شخص ہے۔اور اس کے بعد میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کی دیگر عبادات اور نماز میں مبالغہ کی حد تک انہاک کی تفصیل بتائی، تو نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

ان خیر دینکم یسرهٗ۔(الاعتصام ج ۱ ص ۲۴۷)

’’حقیقت میں تمہارے دین و عبادت کی خوبی اس کی آسانی و سہولت ہے۔‘‘

ایک جلیل القدر صحابی عثمان بن مظعونؓ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کو معلوم ہوا کہ وہ دن کو روزہ رکھتے ہیں، پوری رات نماز پڑھتے ہیں اور بیوی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے، تو آپ ﷺ نے ان کو بلا کر ان سے پوچھا "اتومن بما نومن به"۔کیا تم اسی دین کے ماننے والے ہو جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں؟

عثمانؓ بن مظعونؓ نے جواب میں کہا کہ ہاں! اے اللہ کے رسول، تو نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ’’فاصنع مثل مانصنع‘‘۔’’پس تب تو تم کو بھی (مستحب و نفلی عبادات میں) ویسا ہی

عمل کرنا چاہیئے جیسا کہ ہم کرتے ہیں‘ اور اس کے بعد مزید وضاحت و تاکید کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ’’ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے تعلق بھی رکھتا ہوں۔اے عثمانؓ اللہ سے ڈرو کہ تمہارے اہل وعیال کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے تمہاری جان کا بھی تم پر حق ہے، پس تم روزے بھی رکھو افطار بھی کرو، رات کو نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی‘‘(ابوداؤد) اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ، وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

’’اے ایمان والو! اللہ کی حلال کی ہوئی پاک چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ کرو۔اور حد (اعتدال) سے تجاوز نہ کرو کیوں کہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔‘‘

ایک بار مسجد سے گزرتے ہوئے آپ ﷺ نے دیکھا کہ ایک کھمبے سے ایک رسی لٹک رہی ہے۔دریافت کرنے پر لوگوں نے بتایا کہ حضرت زینبؓ نے باندھی ہے۔رات کو نماز میں قیام سے جب وہ تھک جاتی ہیں تو اسی کے سہارے کھڑی رہتی ہیں۔یہ سن کر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ’’ رسّی کھول دو!‘‘ لوگو! تم اسی وقت تک نماز پڑھو جب تک تم میں نشاط باقی ہے اور جب کوئی تھک جائے تو بیٹھ جائے۔‘‘(ابوداؤد بحوالہ سیرۃ النبی جلد ۵ ص ۲۴)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ تین جماعتیں نبی کریم ﷺ کی ازواج کے پاس، آپ ﷺ کی نفلی عبادات کا حال معلوم کرنے کے لئے آئیں۔اور جب ان کو آپ ﷺ کی نفلی عبادات کی تفصیل بتائی گئی تو ان لوگوں نے اس کو اپنے خیال و اندازے سے کم پایا۔اور اس کی یہ توجیہ کی کہاں ہم اور کہاں نبی کریم ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے و پچھلے گناہ بخش دئے ہیں۔اس کے بعد ایک نے فیصلہ کیا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا، دوسرے نے فیصلہ کیا کہ میں

ہمیشہ روزے رکھوں گا اور تیسرے نے فیصلہ کیا کہ میں عورتوں سے دور رہوں گا اور شادی ہی نہیں کروں گا، جب کچھ دیر بعد نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے اور ازواج مطہرات سے اپنے ساتھیوں کے فیصلے کا سارا احوال سنا، تو آپؐ باہر اپنے اصحاب کرامؓ کے پاس جا کر ان سے پوچھا کہ کیا آپ ہی حضرات نے میری نفلی عبادات کو تھوڑا خیال کر کے اس کی یہ وجہ۔۔۔۔ بیان کی ہے اور اپنی نفلی عبادات کی زیادتی کی خاطر یہ اور یہ فیصلے کئے ہیں؟ اور فرمایا:

والـلّٰه اِنی لَا خشاکم لِلّٰهِ واتقاکم له ولکنی اَصومُ واُفطر، و اُصلی وَاَرُ قُد، واتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی۔(متفق علیہ)

"اللہ کی قسم! میں یقیناً تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور اس کا متقی و فرمانبردار بھی ہوں۔ لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس تم میں سے جس کسی نے بھی میری سنت و طریقے سے انحراف کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں"۔ (بخاری و مسلم)

نبی کریم ﷺ کو جب یہ خبر ملی کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ ساری رات نماز پڑھنے میں گزارتے ہیں دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں تو حضور ﷺ نے ان کو بلا کر ان سے پوچھا کہ" کیا یہ بات جو مجھے بتائی گئی ہے صحیح ہے کہ تم ہمیشہ دن میں روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں! اے حضور ﷺ! تو آپ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم ایسا نہ کرو، کبھی روزہ رکھو اور کبھی نہ رکھو، رات میں نفلی نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی، کیوں کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر کچھ حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر کچھ حق ہے، اور تمہارے ملنے والوں کا بھی تم پر کچھ حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر کچھ حق ہے۔" (بخاری و مسلم)

ایک دوسری روایت میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا؟ کہ" کیا مجھے جو خبر دی گئی ہے کہ تم ہمیشہ روزہ رکھتے ہو اور ہر رات ایک قرآن ختم

کرتے ہوئے صحیح ہے؟" میں نے جواب دیا ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! اور میں یہ سب خیر کے ارادے سے کرتا ہوں تو میرے اس جواب پر حضور ﷺ نے حکم دیا کہ تم اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کی طرح روزہ رکھو! کیوں کہ وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت گزار تھے۔ اور ہر مہینے میں ایک قرآن ختم کیا کرو، میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! میں اس بہتر اور زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا! بیس دن میں ایک قرآن ختم کرو!" میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو" حضور نے فرمایا: دس دن میں ایک قرآن ختم کرو میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا! سات دن میں ایک قرآن ختم کرو! اور اس سے زیادہ نہ پڑھو"۔ (بخاری و مسلم)

ایک دوسری روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو تین دن میں ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت دی۔ بخاری کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

ثُمَّ رَخَّصَ لَهٗ اَنْ یقرأه فی ثلاث۔(بخاری)

"پھر ان کو تین دن میں ایک قرآن ختم کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔"

اور ایک دوسری روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو تین دن سے کم وقت میں قرآن ختم کرنے سے منع فرما دیا۔

وَنَهَاهُ اَن یقرأه فی اقل من ذٰلِکَ ۔ اور ان کو تین دن سے کم وقت میں قرآن ختم کرنے سے روک دیا۔ (الدارمی وسعید بن منصور فی سنتہ باسنادٍ صحیح بحوالہ صلوٰۃ النبی علامہ ناصر الدین البانی)

اور ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو نبی کریم ﷺ نے تین دن سے کم وقت میں ختم قرآن کی ممانعت کی علت و حکمت کو اس طرح واضح فرمایا:

لمُ یفقه مَن قَرأ القرآن فی اقل من ثلاث۔(ابوداؤد، نسائی، ترمذی)

"جس نے تین دن سے کم وقت میں قرآن ختم کیا۔ اس نے قرآن کو نہیں سمجھا۔"

نفلی عبادات میں حضور ﷺ کی مقرر کردہ حد پر اضافہ افضل عمل کے بجائے مردود ہے

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مقرر کردہ اس حد پر، جب عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے، حضور ﷺ سے عبادات کی مقدار میں مزید اضافہ کی درخواست کرتے ہوئے یہ کہا کہ............انی اطیق افضل من ذٰلک یعنی میں اس سے بہتر اور افضل (عبادت) کی طاقت رکھتا ہوں۔" تو حضور ﷺ نے جواب دیا کہ لَا اَفْضَلَ مَنْ ذٰلِکَ اس سے افضل عمل نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ کے اس جواب سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عبادت میں حضور ﷺ کی مقرر کردہ حد پر اضافہ افضل عمل نہیں بلکہ مردود ہے۔

رات کی نفلی عبادات میں اللہ کی پسندیدہ و مقبول حد کیا ہے

روزانہ رات میں، ایک مؤمن کس قدر وقت نفلی عبادات میں گزارے، اور کتنا وقت سونے میں صرف کرے۔ اس کی سب سے زیادہ مقبول اور پسندیدہ حد، اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے اس کی صراحت بھی فرمائی، تاکہ امت مسلمہ نفلی عبادات میں غلو و تشدد سے پرہیز کرے۔ اور سابقہ امتوں کی طرح افراط و تفریط کا شکار ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت سے محروم نہ ہونے پائے۔ ملاحظہ ہو۔

اَحَبُّ الصیام الی الله صیام داؤد علیه السلام ، و احب الصلوة الی الله صلات داؤد علیه السلام ،کان ینام نصف الیل،ویقومه ثلثهٗ وینام سدسهٗ، وکان یصوم یوماً ویفطر یوماً۔ (بخاری، مسلم، ریاض الصالحین)

"اللہ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ روزہ، داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے۔ اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، وہ یہ کہ وہ نصف رات سوتے تھے اور باقی

نصف رات کے دو تہائی حصے میں نماز پڑھتے تھے اور آخری چھٹے حصے میں پھر آرام کرتے تھے وہ ایک دن روزہ رکھتے تو دوسرے دن افطار کرتے تھے۔"

نبی کریم ﷺ جس عمل اور عبادت سے منع کریں اس کا ترک کرنا فرض ہے

مندرجہ بالا احادیث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مستحب و نفلی عبادات میں ایک مؤمن کا انہاک کتنا اور کس قدر ہو، زیادہ سے زیادہ روزانہ مستقلاً کتنا وقت وہ نفلی عبادات میں لگائے یا مستحبات و نوافل میں انہاک کی آخری حد کیا ہے، جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب و پسند ہے؟ اور جس سے تجاوز انحراف اور اضافہ اللہ و رسول کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے، کیوں کہ اس سے دیگر فرائض، واجبات و حقوق کی ادائیگی میں خلل و حرج واقع ہوتا ہے۔ لیکن عبادات کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ان ہدایات کے ساتھ مزید تاکید و صراحت کا اہتمام بھی فرمایا۔ نماز و دیگر عبادات کو اپنی ذات مبارک سے سیکھنے اور اخذ کرنے کا واضح حکم بھی دیا۔ اور بغیر چوں و چرا کے اپنی چھوڑی ہوئی سنت و طریقے کے اتباع کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: کہ جس کام کو کرنے میں تم کو منع کروں تم فوراً اس سے رک جاؤ اور جس کام کو کرنے کا میں تمہیں حکم دوں تو تم اپنی استطاعت کے مطابق اس پر عمل کرو۔ کیوں کہ پچھلی امتوں کی ہلاکت کی وجہ، ان کا اپنے نبی کے حکم کی تعمیل میں قیل وقال اور تاویل کے ذریعہ انحراف اور اس کی سنت و طریقے سے اختلاف تھا۔ اس لئے گمراہی و ہلاکت سے ابدی و دائمی نجات کے لئے تمہیں اللہ کی کتاب اور میری سنت کو مضبوطی سے پکڑنا لازم و ضروری ہے۔ کچھ احادیث ملاحظہ ہوں۔

☆ صلّوا کما رأیتمو نی اصلی (بخار)

"تم لوگ نماز اس طرح پڑھو، جس طرح تم مجھے پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔"

☆ خذواعنی مناسککم ۔(رواہ نسائی)

''تم اپنے حج کے مناسک اور طریقے مجھ سے لو۔''

☆ ذرونی ما ترکتکم فانما ھلک الذین من قبلکم بکثرۃ سوالھم و اختلافھم علیٰ أنبیاءِ ھم فاذا نھیتکم عن شی فاجتنبوہُ ، واذا امرتکم بشیءٍ ، فخذوا منہُ ما استطعتم ۔(الاعتصام جلد ۲ ص ۲۹۰)

''جو سنت وطریقہ میں نے تمہارے لئے چھوڑا ہے، اس کو کافی جانو اور اس کی علت وحکمت و مصلحت کی تلاش میں مجھے پریشان نہ کرو۔ کیوں کہ حقیقت میں تم سے پہلے کی امتیں، سوالات کی کثرت اور اپنے انبیاء کے طریقے سے اختلاف کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔ اس لئے میں جب تمہیں کسی کام سے منع کردوں تو تم اس سے بچو اور دور رہو، اور جب کسی کام کا تم کو حکم دوں تو تم اپنی استطاعت وطاقت کے مطابق اسے اختیار کرلو۔''

☆ ترکت فیکم امرین لن تضلّوا مَاتَمَسَّکْتُمْ بھما ،کتابُ اللّٰہِ و سُنَّۃِ رَسُولِہٖ ۔(موطاء،مشکوۃ)

''میں تمہارے لئے دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں تم ہرگز کبھی گمراہ نہ ہوگے، جب تک تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب، دوسرے اس کے رسول کی سنت۔

نفلی عبادات میں اپنی سنت سے تجاوز اور اضافہ کرنے والوں پر، حضور ﷺ کی لعنت اور اعلان برأت

ان ہدایات کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے مستقبل کے لئے خبردار بھی کیا کہ دین کی تکمیل اور دنیا سے میرے رخصت ہو جانے کے بعد، شیطان کی عبادت تو اب کبھی بھی نہ ہوگی، لیکن شیطان کے بہکاوے کی وجہ سے کچھ لوگ نفلی ومستحب اعمال وعبادات کو معمولی اور غیر اہم فرض کرکے، ان

میں میری سنت کی پیروی کے بجائے، شیطان کی اطاعت کریں گے۔ اور جس کی وجہ سے وہ مختلف گروہوں میں بٹ بھی جائیں گے۔ مسجدیں نمازیوں اور تلاوت قرآن کرنے والوں سے بھری ہوں گی، لیکن سنت کی پیروی کے لحاظ سے ویران و برباد ہوں گی۔ ایسے تمام لوگ جو سنت کو چھوڑ کر کسی بھی عمل میں بدعت و نیا طریقہ اختیار کریں گے، وہ تباہی و بربادی سے دوچار ہوں گے۔ کیوں کہ سنت کے مطابق تھوڑا سا عمل بہتر ہے، اس کثیر عمل سے جو بدعت پر مبنی ہو۔ ایسے سارے لوگ جنھوں نے میری سنت کے مقابلے میں کوئی بدعت و نیا طریقہ ایجاد کرکے رواج دیا ہو، یا بدعت کو باطل تاویلات سے سنت کا قائم مقام بنادیا ہو، ان پر اللہ، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔ اور ان خواہش نفس کی اتباع کرنے والے گمراہ لوگوں سے میں اعلان برأت کرتا ہوں اور وہ سب مجھ سے بری و الگ ہیں۔ کچھ احادیث ملاحظہ ہوں:

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے امت کو خبردار کیا۔

☆ الا ان الشیطان قدیئس ان یعبد فی بلدکم ھذا ابدًا، ولٰکن سیکون لہ طاعۃ، فی بعض ما تحقرون اعمالکم، (الاعتصام جلد جلد ۲ ص ۶۲)

''جان لو کہ! شیطان اس بات سے تو مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے اس ملک میں اب اس کی عبادت کبھی نہ ہوگی۔ لیکن وہ پُر امید ہے اس بات سے کہ تمہارے بعض وہ اعمال جن کو تم معمولی وغیر اہم خیال کروگے ان میں اس کی اطاعت ہوگی۔''

☆ تکون فی بعدی امۃ، لا یھتدون بھدی ولا یستنون بسنتی و سیقوم فیھم رجالٌ، قلوبھم قلوب الشیاطین فی جثمان انس ۔(مسلم)

'' میرے بعد کچھ لوگ وگروہ ایسے ہوں گے جو میری ہدایت اور میری سنت پر عمل نہیں کریں گے ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے، جن کے دل انسانی شکل وصورت میں شیاطین کے دل ہوں گے۔''

☆ يُوشک اَن يَاتی علی الناس زمان لاَيبقیٰ مِنَ الاسلَامِ اِلَّا اِسمَهٗ وَلَا يَبْقیٰ مِنَ القرآن الارسمهٗ، مساجدُ هُمْ عَامِرَةوهی خرابٌ مِنَ الهُدیٰ ۔(بیہقی ۔مشکوٰۃ)

"عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے علاوہ اسلام کا کوئی طریقہ باقی نہیں رہے گا۔ حروف کے علاوہ ، قرآن کی کوئی تعلیم باقی نہیں رہے گی ، ان زمانوں میں مسجدیں (نمازیوں سے) معمور وآباد ہوں گی، لیکن وہ ہدایت (سنت) کے نقطۂ نظر سے ویران و برباد ہونگی۔"

☆ فَاِنَّ لِكُل عَابِدٍ شِرةٌ، ولكل شِرَّة فترة فاما الِیٰ سنةٍ ،وَاما الیٰ بِدعةٍ، فمن كانت فترتهٗ الیٰ سنةٍ فقد اهتدیٰ، ومن كانت فترتهٗ الیٰ غير ذٰلِکَ فقد هلک ۔(احمد ابن حبان فی صحیحہ)

"پس حقیقت میں ہر عابد کو عبادت کے لئے نشاط وچستی درکار ہوتی ہے، اور ہر نشاط و چستی پر (عبادت کے بعد) سستی وکمزوری بھی لاحق ہوتی ہے۔ اور یہ کمزوری وسستی سنت اور بدعت، دونوں میں ہوگی۔ پس وہ لوگ جن کی تکان وکمزوری سنت کی وجہ سے ہے وہ ہدایت یاب ہوئے۔ اور جن کی کمزوری سنت کے خلاف (یعنی بدعت) اعمال کی وجہ سے ہے وہ ہلاک وتباہ ہوئے۔"

☆ عَمَل قَلِيْلٌ فی سُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ كَثِيرٍ فِي بِدعَةٍ ۔(الاعتصام ج ا ص ۵۵)

"(نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے کہ) سنت کے مطابق تھوڑا عمل بہتر ہے اس کثیر عمل سے جو بدعت پر مبنی ہو۔"

☆ مَنْ اَحَدَث فی مَسجدنا حدثاً ، فَعَلَيْهِ لعنة الله و الملئكةِ والناس اَجمعين ۔(الاعتصام ج ا ص ۸۷)

"جس کسی نے بھی ہماری اس مسجد میں کوئی بدعت ایجاد کی تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔"

☆ مَنْ اَحْدَث حَدثاً اَوْ آدی محدثاً فعليه لَعنة اللّٰهِ والملٰئِكةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْن ۔(الاعتصام ج ا ص ۸٦)

"جس کسی نے بھی کوئی بدعت نکالی یا بدعت کو (تاویل سے) جائز بتایا اس پر اللہ تعالیٰ و فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔"

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا کہ (اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوا دِيْنَهُمْ وَكَانُوا شِيَعاً، لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شيءٍ۔ "جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے۔ یقیناً ان سے تمہارا (اے نبی ﷺ) کوئی تعلق نہیں۔") ان سے مراد کون لوگ ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

هُم اصحاب الهواء ، واصحاب من هذهِ الامة، يا عائشه، ان لكل ذنب توبةٌ مَاخَلَا اَصْحَابُ الْاَهْوَاء وَالبدع، لَيْسَ لَهُمْ توبة، و انا برئٌ منهم وهُم مِنِّی بر آء۔(الاعتصام ج ا ص ۳۸)

"وہ خواہش نفس کی اتباع کرنے والے اور بدعتی حضرات اس امت کے گمراہ لوگ ہیں۔ اے عائشہؓ! درحقیقت ہر گناہ کیلئے توبہ ہے۔ سوائے خواہش نفس کی پیروی کرنے والے اور بدعتی حضرات کے۔ ان کیلئے کوئی توبہ نہیں۔ میں ان سے اعلان برأت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے الگ ہیں۔"

صحابۂ کرامؓ نفلی عبادات میں حضور ﷺ کے طریقے سے معمولی اختلاف اور اضافہ کو بدعت سمجھتے تھے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی انہیں تعلیمات و ہدایات کے اتباع میں صحابۂ کرامؓ جو دین کے فہم و اتباع میں ساری امت سے ممتاز اور افضل ہیں، نفلی ومستحب اذکار، نوافل اور اوراد وغیرہ میں

نبی کریم ﷺ کی سنت وطریقے سے معمولی اختلاف واضافے کو بدعت وضلالت سمجھتے تھے، اور سختی کے ساتھ اس سے منع بھی کرتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ اس مسنون ذکر کو جس پر اگر نبی کریم ﷺ کی سنت وطریقے کے مطابق عمل کیا جائے تو اس کی بڑی فضیلت اور اجر وثواب ہے، اسے صرف اس لئے بدعت کہتے ہیں کہ اس ذکر کا وہ نیا طریقہ واجتماع جس کی ذاکرین پابندی کر رہے تھے نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ طریقے کے خلاف تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مسنون ذکر اور درود کے نئے طریقے کو بدعت قرار دیا

'' حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جب مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ذاکرین کی ایک جماعت، حلقہ بنا کر اللہ کے ذکر میں مشغول ہے۔ جس میں ایک شخص لوگوں سے کہتا تھا کہ سو بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو تو وہ سو بار لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے، وہ کہتا کہ سو بار اللہ اکبر پڑھو تو ذکر کے حلقے کے لوگ سو بار کنکریوں پر اللہ اکبر کا ورد کرتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے ان سے سوال کیا کہ تم ان کنکریوں پر اپنے گناہ شمار کرو۔ میں اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ تمہاری نیکیوں میں سے اللہ تعالیٰ کچھ بھی ضائع نہ کریں گے۔ تعجب ہے تم پر اے امتِ محمد ﷺ! کتنی جلدی تم لوگ ہلاکت وگمراہی میں پڑ گئے ہو؟ ابھی تک تمہارے درمیان صحابہ کرامؓ بکثرت موجود ہیں اور ابھی تک تو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے بھی پُرانے نہیں ہوئے اور ابھی تک تو نبی کریم ﷺ کے چھوڑے ہوئے برتن بھی نہیں ٹوٹے۔ اور تم ہو کہ اتنی جلدی بدعت وگمراہی میں گرفتار ہو گئے ہو!'' (مسند دارمی ص ۳۸ بحوالہ راہ سنت ص ۱۹۴)

علامہ قاضی ابراہیم نے ابن مسعودؓ کی ناراضی اور تنبیہ کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

انا عبداللہ بن مسعودؓ، فوالَّذِی لَااِلٰہَ غَیْرہ، لقد جئتم ببدعةٍ ظلماء

اَوْلَقَد فقتم علیٰ اصحاب رسول اللّٰہ عِلْماً۔ (مجالس الابرار ص ۱۳۳۔ راہ سنت ۱۹۴)

'' میں عبداللہ بن مسعودؓ اللہ وحدہ لاشریک لہٗ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں کہ تم لوگوں نے یہ نہایت تاریک بدعت ایجاد کر لی ہے، یا بصورت دیگر یہ کہ تم علم میں نبی کریم ﷺ کے اصحابؓ سے اعلیٰ وافضل ہو۔''

ایک دوسرے موقع پر ایک مسجد میں عبداللہ بن مسعودؓ نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے ساتھیوں کو ذکر کی تعلیم وتلقین کرتے ہوئے ان سے کہتا ہے کہ تم سب مل کر ایک ساتھ دس بار سبحان اللہ کا ذکر کرو۔ اور دس بار لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرو تو وہ سب ایسا ہی کرتے۔ انہیں ایسا کرتے دیکھ کر عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کو ان الفاظ میں متنبہ وخبردار کیا:

انکم لا ھدیٰ من اصحاب محمد او اضل ۔(الاعتصام جلد ۲ صفحہ ۲۴)

'' حقیقت میں یا تو تم محمد کے اصحابؓ سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو یا بصورت دیگر تم لوگ یقیناً گمراہ ہو۔''

ایک دوسرے مقام پر ایک مسجد میں حضرت عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ ایک شخص لوگوں کو جمع کر کے ان سے کہتا ہے کہ جو اتنی بار سبحان اللہ کا ذکر کرے گا وہ اللہ کے رحم کا مستحق ہو جائے گا۔ اور پھر تمام لوگ اتنی ہی بار تسبیح کرتے۔ پھر وہ کہتا کہ اللہ کا رحم ہو ان لوگوں پر جو اتنی اور اتنی بار الحمد للہ کا ورد کریں۔ تو لوگ اتنی ہی بار اللہ کی حمد کرتے۔ انہیں ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کو جن الفاظ میں نصیحت فرمائی ذرا اس کے تیور ملاحظہ ہوں:

ھدیتم لما لم یھْدِنبیکم و انکم لتمسکُون بذنب ضلالة.

'' تم لوگوں نے وہ طریقہ اختیار کیا ہے جس کی ہدایت تم کو تمہارے نبی نے کبھی بھی نہیں کی تھی اور درحقیقت تم لوگوں نے گھناؤنے گناہ کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے۔''

کچھ لوگ کوفہ کی ایک مسجد میں کنکریوں کے ذریعہ تسبیح پڑھ رہے تھے عبداللہ بن مسعودؓ نے ان کو

دیکھ کر منع کیا اور فرمایا:

لقد احدثتم بدعةً وظلماً و قد فضلتم اصحاب محمد علماً (الاعتصام جلد ۲ ص ۲۴)

''یقیناً تم لوگوں نے بدعت اور تاریکی ایجاد کی ہے اور تم لوگ علم میں اصحاب محمد ﷺ سے افضل ہو چکے ہو۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ مسجد میں جمع ہو کر، بلند آواز سے اللہ کا ذکر اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھ رہیں ہیں آپؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

ما عهدوا ذٰلک علی عهد عليه الصلوة والسلام وما اراكم الا متبد عين فما زال يذكر حتىٰ اخرجهم من المسجد۔(فتاویٰ القاضی۔راہ سنت ص ۲۰۱)

''ایسے طریقے پر ذکر و درود کی مجلسیں، نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نہیں ہوتی تھیں۔اس لئے میں تم لوگوں کو بدعت کا ایجاد کرنے والا سمجھتا ہوں۔یہ کہہ کر ان کو مسجد سے نکال دیا۔''

علامہ ابن تیمیہؒ الاقتضاء ص ۳۰۶ پر لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کو پتا چلا کہ کچھ لوگ ذکر کے لئے ایک مخصوص جگہ پر جمع ہو کر ذکر میں مشغول ہیں تو آپؓ ان کے پاس گئے اور فرمایا:

یا قوم لا نتم اهدىٰ من محمد اولا نتم علىٰ شعبةِ ضلالةٍ ۔(الاقتضاء ص ۳۹۲)

''اے میری قوم کے لوگو! یقیناً یا تو تم محمد ﷺ سے زیادہ صحیح راستہ وطریقہ پر ہو، یا بصورت دیگر تم یقیناً گمراہی کے راستے پر ہو۔''

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے امت مسلمہ کو عام واصولی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

مَن كان منكم متأسياً، فليتأس با صحاب محمد ﷺ ، فانهم كا نوا ابر هٰذهِ الامة قلباً، و اعمقها علماً ، واقلهاتكلفاً و اقومها هدياً واحسنها اخلاقاً، قوماً اختارهم الله لِصحبة نبيهِ، واقامة دينهٖ، فاعر فوالهم فضلهم واتبعو فى

آثارهم فانهم كانوا على الهدىٰ المستقيم ۔(الاعتصام جلد ۲ ص ۲۹۳)

''تم میں سے جو کوئی ہدایت کی غرض سے کسی کے طریقے کی پیروی کرنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ محمد کے اصحابؓ کے طریقے کی اتباع کرے۔کیوں کہ دلوں کی صالحیت کے اعتبار سے وہ اس امت میں سب سے زیادہ نیک، علم میں پوری امت میں سب سے گہرے، تکلف میں ساری امت میں سب سے کم، وسادے، ہدایت میں پوری امت میں سب سے سیدھے، اخلاق میں پوری امت میں سب سے بہتر و بلند گروہ تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے نبی ﷺ کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔پس ان کے فضل وشرف کی بلندی کو پہچانو، اوران کے آثار وطریقے کی اتباع کرو، کیوں کہ وہ ہدایتِ مستقیم پر فائز وقائم تھے۔''

عبداللہ بن مسعودؓ ایک اور موقع پر یہ عام ہدایت ونصیحت فرماتے ہیں:

اتبعوا آثارنا و لاتبتدعوا فقد كفتيم ۔

''تم ہمارے نقش قدم پر چلو اور بدعات نہ ایجاد کرو۔کیوں کہ تمہارے لئے ہماری اتباع کافی ہے''۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی یہ ہدایات ونصیحتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مسنون نفلی اذکار واوراد میں بھی نبی کریم ﷺ کی سنت اور صحابۂ کرامؓ کے طریقے سے انحراف کرنا بدعت و ضلالت ہونے کے ساتھ ہی اپنے اندر یہ معنیٰ ومفہوم بھی رکھتا ہے کہ انحراف کرنے والے خود کو علم وعمل میں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے افضل و بلند تصور کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے چاشت کے مسنون نماز اور اذان میں نئے طریقے اور اضافے کو بدعت قرار دیا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے چاشت کی مسنون نماز کو مسجد میں اہتمام و جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو بدعت قرار دیا۔جب کہ یہ مسنون نماز ہے اور اس کی ادائیگی پر بڑا اجر وثواب ہے۔لیکن

یہ نفلی نماز ہے اور تمام نفلی نمازوں کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی سنت یہ ہے کہ ان کو اخفاء و تنہائی کے ساتھ ادا کیا جائے نہ کہ جماعت و اہتمام کے ساتھ۔" چنانچہ حضرت مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں اور عروہ بن زبیرؒ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز با جماعت ادا کر رہے ہیں۔ اور عبداللہ بن عمرؓ حضرت عائشہ کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں میں نے ان کی نماز کے بارے میں ابن عمرؓ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے،" (فقال بدعۃ)" (بخاری مسلم بحوالہ راہ سنت ص ۲۰۵)

امام نوویؒ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول کی تشریح میں یہ لکھتے ہیں۔

مرادہٗ ان اظہار ھا فی المسجد والا جتماع لھا، ھو بدعۃ ، لا اِن اصل صلوٰۃ الضحیٰ بدعۃ۔(شرح مسلم جلد ا ص ۴۰۹ بحوالہ راہ سنت ص ۲۰۶)

"حضرت ابن عمرؓ کے بدعت کہنے کا مفہوم یہ ہے کہ چاشت کی نماز کے لئے مسجد میں جمع ہونا اور اظہار و اہتمام کے ساتھ پڑھنا بدعت ہے، نہ کہ فی نفسہٖ چاشت کی نماز۔ کیوں کہ چاشت کی نماز مسنون ہے۔"

عبداللہ بن عمرؓ کے اس قول اور امام نوویؒ کی تشریح سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ مسنون و مستحب نفلی اعمال میں بھی نبی کریم کی سنت و طریقے کی اتباع لازمی ہے، ورنہ طریقے کے اختلاف سے وہ مسنون و مستحب عبادت بھی بدعت و ضلالت ہو جائے گی۔

ایک بار ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے چھینک آنے پر، چھینک کی مسنون دعا پڑھنے کے بجائے، الحمد والسلام علی رسول اللّٰہ پڑھا تو اس کی اس حرکت پر عبداللہ بن عمرؓ نے اس کو ٹوکا اور متنبہ کرتے ہوئے فرمایا۔" اِس کا تو میں بھی قائل ہوں کہ عام حالات و اوقات میں ہم کو الحمد للہ والسلام علی رسول اللّٰہ کہنا چاہئے۔ لیکن چھینک کے موقع پر، نبی کریم نے ہمیں الحمد للہ علی کل حالٍ پڑھنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے چھینک آنے کے

بعد نبی کریم ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا کو چھوڑ کر، عام دعا کو پڑھنا غلط ہے۔ یعنی عبداللہ بن عمرؓ اس کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے جس مخصوص دعا کو کسی خاص موقعے سے جوڑ دیا ہے اس کو اسی خاص موقعے پر پڑھنا چاہئے۔ اور جس دعا کو عام رکھا ہے اور اس کو کسی خاص موقعے و وقت سے نہیں جوڑا ہے وہ عام ہی رہنا چاہئے، اسے خاص موقعے و وقت پر پڑھنا غلط اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کی خلاف ورزی ہے (بحوالہ راہ سنت ص ۲۱۲)

حضرت مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ ایک مسجد میں نماز ادا کرنے کی غرض سے داخل ہوا تو اذان ہو رہی تھی اذان ختم ہونے کے بعد ایک شخص الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز لگا کر لوگوں کو نماز با جماعت کے لئے بلانے لگا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تو پاگل تو نہیں ہو گیا ہے؟ کیا لوگوں کو نماز با جماعت کی خاطر بلانے کے لئے اذان ناکافی تھی۔" اس کے بعد آپ نے مجاہدؒ سے فرمایا:

اَخرج بنا فان ھذا بدعۃ مجھے یہاں سے لے چلو، کیوں کہ یہ (اذان کے علاوہ نماز کی منادی) بدعت ہے۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ وہاں نماز ادا کئے بغیر مسجد سے نکل گئے اور نماز پڑھنا گوارا نہیں کیا۔ اخرج بنا من ھذہٖ المبتدع ولم یصل فیہ (ترمذی۔ راہ بنت ص ۲۱۷۔ ترجمہ (مجھے اس بدعتی کے پاس سے لے چلو اور مسجد میں نماز نہیں پڑھی) اور اسی نوعیت کا ایک واقعہ حضرت علیؓ کے بارے میں منقول ہے کہ عشاء کی اذان کے بعد انہوں نے مؤذن کو مزید الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز لگاتے ہوئے سنا تو حکم دیا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔ ان علیاً رأی مؤذّناً یثوب فی العشاءِ فقال اخرجوا ھذا المبتدع من المسجد۔(بحر الرائق جلد ا ص ۲۶۱) ترجمہ: حضرت علیؓ نے ایک مؤذن کو عشاء کی اذان کے بعد، نماز با جماعت کے تھویب کرتے دیکھا (یعنی الصلوٰۃ الصلوٰۃ کی آواز) تو حکم دیا کہ اس بدعتی کو مسجد سے نکال دو۔

حضرت علیؓ نے مسنون نفلی نماز کو صرف اسلئے بدعت اور رسول کی مخالفت قرار دیا، کیونکہ حضور ﷺ سے اس وقت، نماز پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

نفلی عبادات میں نبی کریم ﷺ کی ہو بہو نقل و اتباع پر دلالت کرنے والا ایک واقعہؓ حضرت علیؓ سے یوں مروی ہے۔

ان رجلاً یوم العید آرادان یصلی قبل صلوٰۃ العید، فنهاهٗ علیؓ فقال الرجل! یا امیر المؤمنین انی اعلم ان الله لا یعذب علی الصلوٰۃ، فقال علیؓ ! وانی اعلم ان الله لا یثیب علیٰ فعل حتیٰ یفعلهٗ رسول اللهِ اَوْ یحث علیه ، فتکون صلاتک عبثاً، والعبث حرامٌ فَلَعَلّهٗ تعالیٰ یعذبک بهٖ لُمخَالِفَتکَ لِرَسولِهٖ۔(نظم البیان ص ۷۳ بحوالہ راہ سنت ص ۲۱۸)

’’عید کے دن نماز عید سے پہلے ایک شخص نے نفل نماز پڑھنا چاہا تو حضرت علیؓ نے اس کو منع فرمایا۔ اس نے کہا! اے امیر المؤمنین! میں اچھی طرح یہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے نفل نماز کی وجہ سے عذاب نہ دے گا۔ اس پر حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں بالیقین جانتا ہوں کہ جس وقت میں جس فعل کو نبی کریم ﷺ نے نہ کیا ہو اور نہ آپ ﷺ نے اس وقت میں اس فعل کی ترغیب ہی دی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس فعل پر ثواب بھی نہ دے گا۔ پس تیری یہ نماز عبث ہے اور فعل عبث حرام ہے۔ اور عین ممکن ہے کہ تجھے اپنے رسول کی مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ عذاب بھی دے۔‘‘

حضرت علیؓ کی اس نصیحت وتاکید سے یہ معلوم ہوا کہ نفلی عبادات میں نبی کریم ﷺ کی اتباع اوقات وایام میں بھی کرنا ضروری ہے، ورنہ اوقات وایام میں نفلی عبادات فعل عبث ہو جائے گی اور عین ممکن ہے کہ اس عبادت پر ثواب کے بجائے اللہ تعالیٰ عذاب بھی دے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے نفلی نماز میں، سنت کی مخالفت پر کیا فرمایا؟

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جب حضرت طاؤس تابعیؒ کو عصر کی نماز کے بعد نفلی نماز پڑھتے دیکھا تو ان کو منع کیا۔ اس پر حضرت طاؤس نے عصر کی نماز کے بعد نماز نہ پڑھنے والے حکم کی علت بیان کر کے اس حکم کی تاویل کی، تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سخت لہجے میں ان سے یہ کہا:

مَا اَدری اَیعذب اَم یوجرلان الله تعالیٰ یقول! وَمَا کَانَ لِمُومنٍ وَلا مُوْمِنَةٍ اِذَا قضی الله و رسولهٗ اَمْرًا اَنْ یَکُونَ لَهُمُ الْخِیْرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ۔(مستدرک جلد ا ص ۱۱۰، راہ سنت ص ۲۲۱)

’’میں یہ نہیں جانتا کہ تجھے اس پر عذاب ہوگا یا اجر ملے گا! لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کہا ہے کہ کسی مؤمن ومؤمنہ کو یہ حق ہی نہیں ہے کہ جب کسی معاملے میں اللہ اور اس کے رسولؐ کوئی فیصلہ دیدیں، تو ان کو اس معاملے میں خود سے کوئی اور فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔‘‘

ایک شخص نے جو اکثر نماز عصر کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھتا تھا، اپنی اس نماز کے بارے میں ابن المسیبؒ سے سوال کیا کہ ’’اے ابو محمد کیا اللہ تعالیٰ مجھے نماز پڑھنے پر عذاب دے گا؟ تو ابن المسیبؒ نے اسے یہ جواب دیا۔

قال ! لا ، ولٰکن یعذبک بخلاف السنة۔(مسند دارمی ص ۶۲، راہ سنت ۲۲۴)

’’انہوں نے جواب دیا کہ نہیں (یعنی نماز پڑھنے پر تو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا) لیکن سنت کی مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھے عذاب دے گا۔‘‘

غور اور لائق توجہ بات یہاں پر یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت علیؓ اصحاب رسول ﷺ میں کس بلند مقام ومرتبہ کے حامل ہیں! ان حضرات کی قرآن فہمی اور فہم دین کی توثیق وتعریف فرماتے ہوئے نبی کریم نے بارہا مختلف مواقع پر یہ اعلان بھی

کیا ہے کہ لوگو! تم میرے ان ساتھیوں سے قرآن و دین کی تعلیم حاصل کرو۔ اور نبی کریم ﷺ کے یہی وہ اصحاب ہیں جن کی تعلیمات و ہدایات سے ہمیں یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ نفلی و مستحب مسنون عبادات میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کی سنت و طریقے کی اتباع دن، وقت اور تعداد اور دیگر کیفیات و امور بھی کرنا لازم و ضروری ہے، ورنہ ان مسنون نفلی عبادات کی ادائیگی میں سنت کی مخالفت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ثواب کے بجائے عذاب دیں گے۔

حضرت حذیفہؓ نفلی عبادات میں صحابہؓ کی اتباع کو ہدایت اور مخالفت کو بدعت و ضلالت کہتے ہیں

حضرت حذیفہؓ، تاکید و ہدایت فرماتے ہیں کہ اگر تم نیکی میں بلند مقام حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں نفلی عبادات میں صحابۂ کرامؓ کے نقش قدم پر چلنا چاہئے اور ہر اس نفل عبادت سے دور رہنا چاہئے جسے صحابۂ کرامؓ نے نہ کیا ہو۔

کل عبادةٍ لم یتعبدها اصحاب رسول الله فلا تعبدوها، فان الاول لم یدع للآخِرِ مقالا، فاتقوالله یا معشر القراء وخذو االطریق من کان قبلکم۔(الاعتصام جلد ۲ ص ۱۱۲)

''ہر وہ عبادت جس کا اہتمام والتزام اصحاب رسول نے نہیں کیا ہے، تو تم بھی ایسی عبادت سے دور رہو، کیوں کہ امر واقعی یہ ہے کہ پہلے کے لوگوں نے بعد والوں کے کرنے اور کہنے کے لئے کچھ باقی نہیں چھوڑا ہے۔ پس اے عابدو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرو اور محتاط رہو، اور تم سے پہلے جو لوگ (یعنی صحابہؓ) گزر چکے ہیں ان کے طریقے کو پکڑ لو۔''

وفی روایةٍ، فلَعمری لئن اتبعتموهم لقدسبقتم بعیدًا ولئن ترکتمو ہ یمیناً او شمالاً لقد ضللتم ضلاً لاً بعیدًا۔(الاعتصام جلد ۲ ص ۱۱۲)

اور ایک دوسری روایت میں کہتے ہیں کہ میری زندگی کی قسم! اگر تم لوگوں نے ان لوگوں (یعنی صحابہؓ) کی اتباع کی تو تم یقیناً نیکی کی سبقت میں بہت آگے پہنچ جاؤ گے۔ اور اگر تم ان کے طریقے کو دائیں اور بائیں چھوڑتے رہے تو پھر یقیناً تم ضلالت و گمراہی میں بہت دور نکل جاؤ گے۔

حضرت ابی بن کعبؓ نفلی عبادات میں سنت کی اتباع کو فرض کہتے ہیں

علیکم باالسبیل والسنة فان اقتصادًا فی سبیل الله وسنة خیر من اجتهاد فی خلاف سبیل الله وسنة وانظروا ! ان یکون عَمَلکم ان کان اجتهادًا و اقتصادًا، ان یکون علیٰ منهاج الانبیاء و سننهم۔(الاعتصام جلد ا ص ۵۶)

''تم پر سنت اور واضح راستے کی اتباع فرض ہے، کیوں کہ فی الحقیقت سنت اور اللہ کے راستے میں اعتدال و میانہ روی، خیر اور بہتر ہے، خلاف سنت و غیر واضح راستے میں مشقت و توانائی صرف کرنے سے۔ اور تمہیں ہر وقت اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ تمہارا ہر عمل انبیاء کرام کے طریقے اور ان کی سنت کی مطابقت میں ہو۔ خواہ وہ عمل مشکل و مشقت طلب ہو یا معتدل اور آسان۔''

علیکم بالا ستفاضة والاثر وایاکم والبدع۔(الاعتصام جلد ا ص ۵۶)

''تم پر کشادگی و سنت کی اتباع اور بدعت سے دوری و پرہیز فرض ہے۔''

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ:

القصد فی سنةٍ خیر من الاجتهاد فی البدعة ۔(الاعتصام جلد ا ص ۵۵)

''سنت کی اتباع میں اعتدال و میانہ روی خیر و بہتر ہے، بدعت میں مشقت اور پوری توانائی صرف کر دینے سے۔''

حضرت عبداللہ بن عباسؓ واضح فرماتے ہیں کہ بدعت ایجاد کرنے والا اپنی بدعت سے پوری زندگی چمٹا رہتا ہے۔

من احدث رایًا لیس فی کتاب الله ولم تمض بهٖ سنة من رسول الله لم یَدرِ ما هو علیه اذا لقی الله عزوجل ۔(الاعتصام جلد ا ص ۵۶)

”جس کسی نے بھی رائے سے کوئی نئی چیز ایجاد کی جس پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل، نہ اللہ کی کتاب میں ہے اور نہ اس کے رسول ﷺ کی کسی سنت میں، تو وہ اس نئی چیز (یعنی بدعت) سے موت تک چمٹا رہے گا اور علیٰحدہ نہ ہوگا۔“

حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی بلیغ ہدایت

حضرت عمرؓ کو اپنا خلیفہ نامزد کرنے کے بعد، حضرت ابوبکرؓ نے ان کو بلوا کر یہ بلیغ ہدایت و وصیت فرمائی کہ ”جان لو کہ اللہ تعالیٰ، فرائض کے بغیر نوافل کو قبول نہیں کرے گا“۔ جس سے نفلی اعمال میں غلو، تشدد اور رہبانیت کی جڑ ہی کاٹ دی:

اِن عملاً باالیل لا یقبلهٗ الا باالنهار، وعملاً باالنهار لا یقبلهٗ الا باالیل، واعلم! انهٗ لا یقبل نافلة، حتی تودی الفریضة (الاعتصام جلد ۲ ص ۲۲۲)

”فی الحقیقت اللہ کی رضا و تزکیہ نفس کے حصول کے لئے کچھ اعمال رات والے ہیں اور کچھ دن والے، اللہ تعالیٰ دن والے اعمال کے بغیر، رات والے اعمال کو قبول نہیں کرے گا۔ اور رات والے اعمال کے بغیر دن والے اعمال قبول نہیں کرے گا یہ بات ذہن نشین کرلو کہ فرائض کی ادائیگی کے بغیر نوافل کو قبول نہیں کرے گا۔“

حضرت عمرؓ سنت کا تعین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

السنة ماسنهٗ اللهُ و رسولُهٗ لا تجعلوا حظ الرای سنةً للامة ۔(الاعتصام جلد ا صفحہ ۷۴)

”سنت اس کو کہتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول نے مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے تم رائے و

اجتہاد کی افراط و تفریط کو امت کے لئے سنت نہ بناؤ۔“

حضرت معاذ بن جبلؓ نے آنے والے زمانوں میں کثرت مال اور بدعت کے فتنوں سے امت کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا:

وَأحذرکم زیغة الحکیم فان الشیطان قد یقول کلمة الضلالةِ علیٰ السان الحکیم ۔(ابوداؤد، الاعتصام ج ا، ص ۵۷)

”اور میں تمہیں حکیم کی لغزش اور گمراہی سے خبردار کرتا ہوں، کیوں کہ حقیقت میں شیطان گمراہی کی باتیں حکیم و دانا کی زبان سے کہلوائے گا۔“

ایک شخص نماز پڑھنے کے لئے مسجد نبوی میں داخل ہوا۔ فرض نماز ادا کرنے کے بعد، وہ فوراً دو رکعت نفل پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا، تو حضرت عمرؓ نے اسے روکا اور حکم دیا کہ بیٹھو! فرض اور نفل نماز کے درمیان کچھ وقفہ دو، کیوں کہ فرض و نفل کو باہم ملا دینے کی وجہ سے ہی، تم سے پہلے کی امتیں ہلاک ہوئیں۔ حضرت عمر کی زبان سے یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اصاب الله وبک یا ابن الخطاب۔ (والاعتصام جلد ا صفحہ ۱۴۹)

”اے خطاب کے بیٹے، اللہ نے تم کو حق کی سمجھ دی۔“

ایک مرتبہ معاویہؓ نے کعبہ کے چاروں کونوں کو بوسہ دیا تو ان کے اس عمل پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اعتراض کرتے ہوئے یہ دلیل دی کہ کعبہ کے چاروں کونوں کو بوسہ دینا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ حضرت معاویہؓ نے اس دلیل سے اتفاق کیا اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ (الاقتضاء ص ۴۲۷)

حضرت عمر بن اسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے اکثر ساتھیوں کو دیکھا ہے، لیکن میں نے کسی گروہ کو ان سے زیادہ عادات و عبادات میں مبالغہ و تشدد سے پرہیز کرتے ہوئے اور آسانی و سہولت پر عمل کرتے ہوئے نہیں پایا۔ (الاعتصام جلد ا ص ۲۴۹)

نفلی عبادات میں حضور ﷺ اور صحابہؓ کے طریقے سے انحراف و اضافہ کو ، علماء اور اللہ والوں نے بدعت قرار دیا:

مستحب و نفلی عبادات سے متعلق اللہ، رسول اور صحابہ کرامؓ کی واضح ہدایات و تعلیمات ہیں جن کی اتباع میں سلف صالحینؒ اور بعد کے ہر زمانے کے مخلص علماء اور اللہ والوں نے نفلی عبادات میں نبی کریم ﷺ کی سنت و صحابہ کرامؓ کے طریقے پر معمولی کمی و اضافہ کو دین میں تحریف اور بدعت قرار دیا ہے۔ اور اُمت کو اس سے اجتناب کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ’’جو عمل یا عبادت نبی کریم ﷺ و صحابہ کرامؓ کے زمانوں میں دین نہیں تھا، وہ عمل یا عبادت بعد کے زمانوں میں بھی دین نہیں ہو سکتا۔‘‘

من احدث فی ھذہ الامۃِ شیئًا،لم یکن علیه سلفها، فقد زعم ان رسول اللہ خان الدین ، لان اللہ یقول ، الیوم اکملت لکم دینکم .الخ فما لم یکن یومئذٍ دیناً لا یکون الیوم دیناً۔ (الاعتصام جلد ۲ ص ۴۶)

’’جس کسی نے بھی اس امت میں کوئی نئی چیز یا عبادت ایجاد کی، جو سلف صالحینؒ کے زمانے میں نہیں تھی، تو گویا اس کا دعویٰ و خیال یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے دین کے پہنچانے میں خیانت کی، جب کہ اللہ تعالیٰ نے دین کو تکمیل کی گواہی دی ہے .... پس جو عمل یا عبادت اس زمانے میں دین نہ تھا وہ آج بھی ہرگز دین نہیں ہو سکتا۔‘‘

امام مالکؒ تاکید فرماتے ہیں سلف صالحینؒ کے طریقۂ عبادت کو اختیار کئے بغیر بعد کے زمانوں میں لوگوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

لن یصلح آخر ھذہ الامۃِ الا ما اصلح اولھا۔ (ابن تیمیہ الاقتضاء ص ۲۶۷)

’’اس امت کے آخری اور بعد والوں کی اصلاح ہرگز نہ ہو سکے گی۔ سوائے اصلاح کے ان طریقوں سے جس سے پہلے کے لوگوں کی اصلاح ہوئی تھی۔‘‘

ابن العربی بیان کرتے ہیں کہ میں امام مالکؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص ان کے پاس آیا اور ان سے سوال کیا کہ میں عمرہ کے لئے احرام کہاں سے باندھوں؟

امام مالکؒ نے اسے جواب دیا کہ ذوالحلیفہ سے، جہاں سے نبی کریم ﷺ نے احرام باندھا تھا۔

اس نے کہا کہ میں مسجد نبوی سے احرام باندھنا چاہتا ہوں۔

امام مالکؒ نے اس سے کہا کہ: تم مسجد نبوی سے احرام نہ باندھو۔

اس نے اصرار کرتے ہوئے کہا کہ میں مسجد نبوی میں بھی قبر رسول اللہ ﷺ کے پاس احرام باندھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔

امام مالکؒ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تیرے بارے میں فتنہ کا اندیشہ محسوس کر رہا ہوں۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اس میں فتنہ کی کیا بات ہو سکتی ہے، چند میل کی کمی کرنے کے بجائے کچھ اضافہ ہی کر رہا ہوں۔

امام مالکؒ نے جواب دیا کہ! اس سے بڑھ کر فتنہ کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ تیرا خیال اور گمان یہ ہے کہ چند میل کی مسافت میں کمی کر کے نبی کریم ﷺ جس فضیلت سے محروم رہے تو اس کا اضافہ کر کے رسول اللہ ﷺ پر (نعوذ باللہ) فضیلت میں سبقت لے جا رہا ہے۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نبی کریم ﷺ کے حکم اور اسوہ کی خلاف ورزی کرنے والوں کو فتنہ اور عذاب الیم سے خبردار کیا ہے۔

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ اَمْرِهٖ اَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ۔ (نور آیت: ۶۳) (الاعتصام جلد ۱ ص ۱۰۰)

’’پس رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہئے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔‘‘

قرآن کریم کی اس آیت میں جس فتنے میں مبتلا ہونے سے خبردار کیا گیا ہے، اس میں وہ لوگ

گرفتار ہو سکتے ہیں جو مستحب و مسنون اعمال و عبادات میں نبی کریم ﷺ کی سنت اور طریقے پر اضافہ کو غلط اور بدعت نہیں مانتے ۔ اور بالآخر ایسے لوگ اپنے خود ساختہ نئے اعمال و عبادات کے طریقوں کو، مسنون اعمال و عبادات کے طریقوں کے مقابلے میں افضل و اہم تصور کرنے لگتے ہیں۔ اس طرح گویا وہ اپنی عقل و فہم کو فضیلت میں نبی کریم ﷺ اور اصحابِ رسول ﷺ سے بلند و برتر ہونے کے مدعی ہوتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) چنانچہ صوفیائے کرام کے اُس گروہ سے اسلامی تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے جو نبی کریم ﷺ سے ثابت مسنون اعمال و عبادات کو عوام کا عمل قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے گھڑے ہوئے بے اصل اور مبتدعانہ اعمال و عبادات کو خواص کا عمل، اور ساتھ ہی یہ باطل دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ان اعمال و عبادات کی تعلیم انہوں نے قرآن و سنت رسول ﷺ کے بجائے، براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کی ہے (نعوذ باللہ)۔

امام مالکؒ سے مسجد میں اجتماعی تلاوت قرآن کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ "یہ پرانے طریقے (یعنی صحابہؓ وسلف) کے خلاف ہے اور یہ نئے طریقوں میں سے ہے" اور اس کے بعد تاکید و نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس امت کے آخری زمانوں کے لوگ (رضائے الٰہی و تزکیۂ نفس کے لئے) پہلے لوگوں سے بہتر اور اچھا ہدایت یافتہ طریقہ دریافت و اختیار نہیں کر سکتے"۔ اور جہاں تک قرآن کی تلاوت کا مسئلہ ہے تو، وہ تو اچھا کام ہے۔ (الاعتصام جلد ۲ ص ۲۶)

امام مالکؒ کے زمانے کا ایک واقعہ ابن وضاحؒ یوں بیان کرتے ہیں کہ "ایک مؤذن نے طلوع فجر کے وقت، فجر کی اذان سے پہلے الصلوۃ الصلوۃ بلند آواز سے کہنا شروع کیا تو امام مالکؒ نے اسکو بلوا کر اس سے پوچھا کہ تم یہ آواز کیوں لگاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کو طلوع فجر کی اطلاع ہو جائے اور وہ نماز فجر کے لئے بیدار ہو جائیں۔ امام مالکؒ نے اسے حکم دیا کہ ایسا نہ کرو۔ کیوں کہ نبی کریم ﷺ دس سال اس شہر میں رہے ہیں، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور دیگر صحابہ وغیرہ رہے ہیں، لیکن ان لوگوں نے ایسا نہیں کیا تو تم ہمارے اس شہر میں کوئی ایسی نئی چیز یا طریقہ

ایجاد نہ کرو جو پہلے نہیں تھا"۔ (الاعتصام جلد ۲ ص ۶۰)

پھر کچھ دن گزرنے کے بعد اس نے طلوع فجر کے وقت لوگوں کو بیدار کرنے کی غرض سے، ان کے دروازوں کو کھٹکھٹانا شروع کیا تو امام مالک نے اس کو اس سے بھی منع کیا اور فرمایا کہ جو عمل نبی کریم ﷺ و صحابۂ کرامؓ کے زمانوں میں نہیں ہوتا تھا اسے ہرگز نہ کرو۔ (الاعتصام جلد ۲ ص ۶۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا سنت کی اتباع اور بدعت سے اجتناب کی تاکید

فہم دین، تقویٰ و خدا ترسی میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کس مقام و مرتبہ کے حامل ہیں، امت ان کو خلفائے راشدین میں شمار کرتی ہے، سنت اور بدعت کا ان کی نظر میں کیا مقام ہے ملاحظہ ہو۔

"امابعد! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور اس کے حکم میں اعتدال و میانہ روی اختیار کرنے اور اس کے نبی کریم ﷺ کی سنت کے اتباع کی وصیت و ہدایت کرتا ہوں۔ اور اس بات کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ اہل بدعت نے جو بدعتیں ایجاد کی ہیں ان کو ترک کرنا۔ جب کہ سنت، بدعت کی ایجاد کے پہلے سے جاری و ساری ہے، پس سنت کی موجودگی میں بدعت کی ایجاد کتنی بڑی بلا ہے؟ اس لئے تم پر سنت کو مضبوطی سے پکڑنا فرض و لازم ہے۔ کیوں کہ امر واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم سے سنت تمہارے دین کی حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اور اچھی طرح جان لو کہ لوگوں کی ایجاد کردہ بدعتوں پر جس زمانے سے (یعنی صحابۂ کرامؓ کے زمانے) استدلال کیا جا سکتا تھا یا عبرت دلائی جا سکتی تھی وہ پہلے ہی گزر چکا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سنت انہیں پاک نفوس کی طرف سے آئی ہے جنہوں نے سنت کے مقابلے میں خطا، لغزش، حماقت اور غلو کو اچھی طرح دیکھ اور پہچان کر ترک کیا تھا۔ پس تم بھی اسی چیز اور عمل پر راضی رہو اور اسے ہی اپنے لئے پسند کرو، جسے قوم (یعنی صحابہ کرامؓ) نے اپنے لئے پسند اور اختیار کیا تھا۔ کیوں کہ امر واقعہ یہ بھی ہے کہ انہیں علم میں بصیرت کاملہ حاصل تھی اور علم کی دوررس نگاہ سے دیکھ کر ہی انہوں نے بدعت سے اجتناب کیا تھا اور وہ اپنی علمی بصیرت کی وجہ سے ہی

معاملات کی تہہ تک پہنچنے میں نہایت قوی وزیرک تھے، پس بلاشبہ اگر ہدایت وہ ہے جس پر تم لوگ اس وقت عمل پیرا ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم علم، عمل اور فضیلت میں ان سے بڑھ گئے ہو۔" (ابوداؤد بحوالہ راہ سنت ص ۲۳۰)

ہر عبادت جو صحابہؓ سے ثابت نہ ہو بدعت ہے اہل سنت والجماعت کا مسلک

سلف صالحینؒ کی انہیں تعلیمات وہدایات کی اتباع میں اہل سنت والجماعت کا متفقہ مسلک یہ قرار پایا کہ جو قول وفعل صحابۂ کرامؓ سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے جسے حافظ ابن الکثیر یوں بیان کرتے ہیں:

اما اھل سنة و الجماعة فیقولون کل فعل اَو قولٍ لم یثبت عن الصحابة فھو بدعة، لانہٗ لو کان خیرًا لسبقو نا الیه لا نھم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر وقد بادروا الیھا۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۱۸۸)

"جب کہ اہل سنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ ہر فعل یا قول جو صحابہ کرامؓ سے ثابت نہ ہو تو وہ بدعت ہے۔ کیوں کہ اگر وہ خیر اور افضل عمل ہوتا تو صحابۂ کرامؓ اس کو اختیار کرتے۔ انہوں نے نیکی کے ہر کام میں انتہائی مسابقت کی ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔"

علامہ قاضی ابراہیم الحنفیؒ مجالس الابرار ص ۱۳۳ پر یہ اصول بیان کرتے ہیں:

ھکذا یقال لکل من ارادفی العبادة البدنیة المحضة بصفة، لم تکن فی زمن الصحابةِ۔ (راہ سنت ص ۱۸۹)

"ہر اس شخص کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ وہ بدعتی ہے جو خالص بدنی عبادات میں کوئی ایسی صفت پیدا کرلے، جو صحابۂ کرامؓ کے زمانے میں نہ تھی۔

بدعت کی ہلاکت اور خطرناکی پر دلالت کرنیوالے سلف صالحین کے چند اقوال

نفلی عبادات میں اہل بدعت کے خود ساختہ غلو اور تشدد کو سلف صالحینؒ کس نظر سے دیکھتے تھے اس کے چند نمونے عبرت اور موعظت کے لئے ملاحظہ ہوں۔ ابن وضاحؒ، حضرت حسنؓ سے روایت کرتے ہیں:

صاحب البدعة لا یزداد اجتھادًا صیاماً وصلوٰة الا ازداد من اللهِ بعدًا۔ (الاعتصام جلد ا ص ۵۷)

"نماز وروزہ کی ادائیگی میں، بدعتی مشقت وغلو میں جتنا ترقی کرتا جائے گا اسی نسبت سے وہ اللہ سے دور بھی ہوتا جائے گا۔"

حضرت ایوب السختیانیؒ فرماتے ہیں کہ بدعتی (نفلی عبادات کی) مشقت وغلو میں جس قدر ترقی کرتا جائے گا اسی تناسب سے وہ اللہ سے دور بھی ہوتا جائے گا۔ (الاعتصام جلد ا ص ۵۸)

حضرت مقاتل بن حیانؒ فرماتے ہیں کہ خواہش نفس (بدعت) کی پیروی کرنے والے ہی حقیقت میں محمد ﷺ کی سنت وطریقے کو برباد کرنے والے ہیں، وہ اس طرح کہ محمد اور اہل بیتؓ محمد کی محبت کا چرچا ہر وقت ان کی زبانوں پر جاری رہتا ہے، نبی ﷺ اور اہلبیت نبی ﷺ کے اس ذکر کے ذریعہ، کم علم لوگوں کو اپنا شکار بنا کر وہ ان کو تباہی کے گھڑے میں ڈھکیل دیتے ہیں۔ (الاعتصام جلد ا ص ۶۰)

حضرت ابراہیم ادہمؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کو ترک کر دینے کے بعد تمہارا دعوائے محبت کھوکھلا اور بے معنیٰ ہے۔ (الاعتصام جلد ا ص ۶۴)

حضرت ابوادریس الخولانیؒ وحسان بن عطیہؒ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کسی امت نے دین میں بدعت کو ایجاد کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان سے سنت کو اٹھالیا۔ (الاعتصام جلد ا ص ۸۵)

ہشام ابن حسانؒ اور امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بدعتی کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، جہاد، حج، عمرہ، صدقہ، فدیہ کو قبول نہیں کرے گا۔(الاعتصام ج ۱ ص ۸۳)ط

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں کہ (مسنون عبادات کے علاوہ) جو کوئی بھی گمراہ بدعت کا آغاز کرتا ہے تو شیطان اُس کی اس عبادت کو اس کے لئے محبوب و پسندیدہ بنا دیتا ہے۔ اور اس کے قلب میں خشوع و رقت کی کیفیت طاری کر دیتا ہے تاکہ اس کے ذریعے وہ ان کو اپنا شکار بنائے اور اس پر ان کو اچھی طرح جمادے۔(الاعتصام جلد ۱ ص ۹۴)

حضرت سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ عمل کے بغیر قول کی سچائی کا اعتبار نہیں، نیت کے بغیر عمل اور دل کی درستی معتبر نہیں۔ اور سنت کی مطابقت کے بغیر نیت، قول اور عمل کی مقبولیت و درستی محال ہے۔(الاعتصام جلد ۱ ص ۵۹)

حضرت ابوبکر بن سلیمان بن داؤد محدث بغداد (م ۳۱۶ھ) فرماتے ہیں کہ ''سنت کو چھوڑ کر دین و عبادت میں رائے کو داخل کرنے والے ہی دراصل بدعتی ہیں، پس تم لوگوں کی رایوں اور ان کے اقوال کو چھوڑ دو، کیوں کہ رسول اللہ کا قول و عمل نہایت پاک اور انتہائی واضح ہے۔'' (الاعتصام جلد ۲ ص ۲۹۰)

''یونس بن عبیدؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حسن بصری کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ یا ابا سعید! کیا آپ ان مجلسوں کو نہیں دیکھتے کہ اہل سنت والجماعت کا ایک گروہ کبھی اس گھر میں اور کبھی اس گھر میں جمع ہو کر تلاوت قرآن کرتا ہے، اپنے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے دعائیں کرتا ہے اور کوئی بھی ان کے اس عمل پر ان کو کچھ بھی نہیں کہتا، تو حضرت حسن بصریؒ نے ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔'' (الاعتصام جلد ۱ ص ۲۵)

بدعت پر عمل کرنے والوں کی کثرت کے وقت، سنت کو مضبوطی سے پکڑنے کی تاکید، اور بدعتی کی صحبت سے دور رہنے کی تلقین اور کسی بھی عمل کے عنداللہ مقبول ہونے کی شرط، فضیل بن عیاضؒ اس

طرح بیان کرتے ہیں۔

''ہدایت کے راستے کی اتباع کرو اور جان لو! ہدایت پر چلنے والوں کی قلت تم کو کوئی نقصان نہ پہنچائے گی۔ ضلالت اور اس کے راستوں پر چلنے سے بچو اور ہلاک ہونے والوں کی کثرت سے دھوکہ نہ کھاؤ۔'' (الاعتصام جلد ۱ ص ۵۸)

بدعتی کی مجلسوں میں نہ بیٹھو، کیوں کہ اس سے تمہارا قلب بھی مریض ہو جائے گا۔ (الاعتصام جلد ۱ ص ۵۸)

''بلاشبہ! عمل اگر خالص ہو لیکن صواب نہ ہو تو مقبول نہ ہوگا۔ اور اگر صواب ہو لیکن خالص نہ ہو تو بھی مقبول نہ ہوگا، جب تک کہ خالص و صواب دونوں نہ ہو۔ خالص یہ ہے کہ عمل صرف اللہ کی رضا کے لئے ہو اور صواب یہ ہے کہ سنت کے مطابق ہو۔'' (الاقتضاء لابن تیمیہ ص ۴۵۲)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرقہ ناجیہ اور غیر ناجیہ کی بحث کے بعد لکھتے ہیں کہ: ''میں کہتا ہوں کہ فرقہ ناجیہ صرف وہی ہے جو عقیدہ اور عمل دونوں میں کتاب و سنت کی اور جس پر جمہور صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ عمل پیرا تھے اس کی پیروی کرے............اور غیر ناجی ہر وہ گروہ ہے جو سلفؒ کے عقیدے کے خلاف کوئی عقیدہ یا ان کے عمل کے خلاف کوئی عمل ایجاد و اختیار کرے''۔(حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱ ص ۱۴۹)

حضرت ابوالحسین احمد بن ابی الحواریؒ (م ۲۴۰ھ) لکھتے ہیں کہ:

من عمل بلا اتباع سنتِ رسول الله فباطل عملهٗ۔(بحوالہ اسلامی تصوف ص ۱۷)

''جس کسی نے اتباع سنت کے بغیر کوئی عمل کیا تو اس کا وہ عمل باطل ہوگا۔''

حضرت ابوبکر الطمسانیؒ (م ۳۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

راستہ واضح ہے اور کتاب و سنت ہمارے درمیان موجود ہیں اور صحابۂ کرامؓ کا فضل و شرف معلوم ہے اس لئے بھی، کہ وہ آپ ﷺ کی صحبت میں رہے اور اس لئے بھی کہ انہوں نے آپ

ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور جہاد کیا۔ رہے ہم لوگ تو ہم میں سے جس نے کتاب وسنت کی صحبت اختیار کی یعنی کتاب وسنت میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا اور جس نے اپنے نفس اور مخلوق کی اطاعت سے منہ موڑا، اور اپنے دل سے اللہ کی طرف ہجرت کی وہی سچا ہے اور اس نے ابدی سعادت کا راستہ پالیا ہے۔ (اسلامی تصوف ص ۲۰)

سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ فرماتے ہیں کہ:

کتاب وسنت کو اپنے سامنے رکھو۔ تامل وتدبر کے ساتھ ان دونوں کا مطالعہ کرو۔ اور انہیں دونوں کو اپنا دستور العمل بناؤ، اور قال وقیل اور ہوا وہوس سے دھوکا نہ کھاؤ............ آگے چل کر یہ ہدایت کرتے ہیں کہ سیدنا محمد ﷺ کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں کہ ہم اس کی اتباع کریں اور قرآن کے سوا کوئی کتاب نہیں کہ ہم اس پر عمل کریں۔ لہٰذا ان دونوں کے دائرے سے باہر نہ نکلو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہاری خواہش اور شیطان تمہیں گمراہ کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ اپنی خواہش نفس کی اتباع نہ کرو، ورنہ وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دے گی، سلامتی کتاب وسنت کے ساتھ ہے۔ اور ہلاکت غیر کتاب وسنت کے ساتھ۔ (اسلامی تصوف ص ۲۱)

ابوالعباسؒ احمد بن محمد بن سہل بن عطاء (م ۳۰۹ھ) نصیحت فرماتے ہیں کہ (رسالہ القشیر یہ جلد ۱ ص ۱۷۴)

جو شخص خود کو آدابِ شریعت کا پابند بنالیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو نورِ معرفت سے روشن کر دیتا ہے۔ اور حبیب خدا کی متابعت سے اشرف کوئی مقام نہیں ہے۔ متابعت آپ کے اوامر، افعال اور اخلاق سب میں۔ کیوں کہ حضور ﷺ ہی جانتے ہیں کہ وہ افضل عمل کون سا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے، اور وہ اس کے تقرب کا بہترین ذریعہ ہے۔ حضور ﷺ بنفس نفیس اپنے تمام حرکات و سکنات میں اللہ کی مدد اور افضل ترین طاعات پر عامل تھے۔ لہٰذا اس میں جو شخص بھی آپ کی اتباع کرے گا، اس کا مقام سب سے بلند و افضل ہوگا۔ اور اس بلند مقامی کی ایک بات یہ ہے کہ وہ اللہ کا

محبوب بن جائے گا۔ کیوں کہ اللہ خود فرماتا ہے کہ "اے نبی ﷺ کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تمہیں محبوب رکھے گا۔ (بحوالہ اسلامی تصوف ص ۲۳)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مکتوبہ ۹ میں یہ ہدایت دیتے ہیں کہ:

آنحضرت کی روشن سنت کا اتباع، عبادات، عادات، اخلاق اور اعتقادات سب میں لازم ہے اور یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ جو کچھ آپ کی سنت اور طریقے کے خلاف ہے وہ باطل ہے۔ اور جس شخص نے بھی کوئی نئی بات پیدا کی۔ جس سے سنت رسول ﷺ کی مخالفت ہوتی یا اس میں تغیر پیدا ہوتا ہے، تو خواہ یہ مخالفت اور تبدیلی قول میں ہو، یا عمل میں، یا اعتقاد میں، وہ گمراہی او ر مردود ہے۔ (بحوالہ اسلامی تصوف ص ۲۳)

❍❍❍❍❍❍

زیر اہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts Mobile: 9820790615
Printed at: Fatima Printers
Tilak Nagar, Saki Naka Mumbai - 400070